عزاداری ازدیدگاہ مرجعیت

(معہ اضافہ)

عزاداری شیعہ مراجع کرام کی نظر میں

تالیف

ربانی خلخالی

O

تحقیق و تلخیص

سیّد زاہد احمد نجفی

O

اضافہ

سیّد مہدی حیدر

ناشر: تحفظ عزاداری

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب : عزاداری شیعہ مراجع کرام کی نظر میں

(معہ اضافہ) عزاداری شیعہ مراجعوں کی نظر میں

تالیف : ربانی خلخالی

تحقیق و تلخیص: سید زاہد احمد نجفی

اضافہ : سیّد مہدی حیدر

ناشر : سیّد تراب حسین

پبلشرز : تحفظ عزاداری

ساگر روڈ، صدر بازار، لاہور کینٹ

قیمت : -/۲۵۰

انتساب:

سید مہدی حیدر رضوی مرحوم (ولد شبیر رضوی مرحوم)

(محافظ ولایت علیؑ ابن ابی طالب)

محقق و وکیل محمدؐ و آل محمدؐ ابرار حسین حیدری

سید اصغر عباس زیدی

(عمر ساڑھے چار سال......انتقال 26-06-2015)

سید عون عباس زیدی ابن سید عمران عباس زیدی

(عمر ساڑھے چار سال......انتقال 29-06-2015)

عزادار:

سید سلیم حیدر زیدی مرحوم

نوحہ خواں تنظیم العباس اسلامپورہ لاہور

سید شاہین فاطمہ بنت سیّد اقرار حسین زیدی

مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمیٰ آقائے وحید خراسانی

التماس سورۃ فاتحہ برائے مندرجہ ذیل مرحومین

سید نثار حسین ابنِ سید کرار حسین
سید اسرار حسین ابنِ سید نثار حسین
سید اقرار حسین ابنِ سید نثار حسین
سید سردار حسین ابنِ سید نثار حسین
سید انوار حسین ابنِ سید نثار حسین
سید عابد رضا ابنِ سید مومن علی
سید راحت علی ابنِ سید شہادت علی
سید طالب علی ابنِ سید عابد علی
سید ممتاز حسین ابنِ سید اقرار حسین
سید ثواب حسین زیدی ابنِ سید اسرار حسین زیدی
سیدہ زہرہ جبیں بنتِ سید اسرار حسین
سیدہ تہذیب فاطمہ بنتِ سید اسرار حسین
سیدہ ہلال فاطمہ بنتِ سید جعفر حسین
سیدہ حیدری بیگم بنتِ عبداللہ
سیدہ کنیز فاطمہ بنتِ سید علمدار حسین
سیدہ شمیم فاطمہ بنتِ سید اقرار حسین
سیدہ جعفری بیگم بنتِ محمد علی
سعیدالنساء بنتِ ظہیر حسین

توقیر زہرہ بنتِ فیاض حسین
محمدی بیگم بنتِ عبداللہ
سیدہ شاہجہاں بیگم بنت سید ظفر حسین
سید شبیر حیدر ابنِ سید عسکری حیدر
سید شفیق الحسن ابنِ سید وصی الحسن
سید مقبل اختر ابنِ سید مظہر عباس
سید افتخار حیدر ابنِ سید ضرغام حیدر
سید افتخار رضوی ابنِ سید وقار حسین
سید ممتاز حسین ابنِ سید اقرار حسین
سید اختر حسین ابنِ سید اقرار حسین
سید غلام حیدر ابنِ سید ظہیر حیدر
سید کاظم رضا ابنِ سید مقبول حسین
سید عابد رضا ابنِ سید مقبول حسین
سید علی ناصر ابن سید زائر حُسین
سید نادر رضا ابن آغا حسین
سیدہ عسکری بنتِ عبداللہ
سیدہ اظہار فاطمہ بنتِ سید آلِ حسن

طالب دُعا فرخ رضا

فہرست

صفحہ	فتاویٰ	نمبر شمار
۹	مقدمہ	
۱۲	پیش لفظ	۱۔
۱۷	ملت گریہ کن کے متعلق پیش گوئی	
۲۱	آیت العظمیٰ وحید خراسانی	
۲۳	حضرت امام حسینؑ کے لئے اللہ نے انبیاء ماسبق کا خون نکلوایا	
۲۵	نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۱	
۲۸	شہادت امام حسینؑ پر زمین و آسمان سرخ ہو گئے	
۳۳	آیۃ اللہ گلپایگانی کی تقریر	۲۔
۳۸	آیۃ اللہ نائنی کا نظریہ	۳۔
۴۰	آیۃ اللہ نائنی کی تائید میں دیگر علما کے فتاویٰ	۴۔
۴۱	آیۃ اللہ سید عبدالہادی شیرازی	۵۔
۴۱	آیۃ اللہ سید محسن الحکیم	۶۔
۴۱	آیۃ اللہ سید ابوالقاسم خوئی	۷۔
۴۲	آیۃ اللہ سید محمود شاہرودی	۸۔

۹۔ آیۃ اللہ شیخ حسن مظفر ۴۲

۱۰۔ آیۃ اللہ شیخ محمد کاظم شیرازی ۴۳

۱۱۔ آیۃ اللہ سید جمال الدین گلپایگانی ۴۳

۱۲۔ آیۃ اللہ شیخ محمد حسین کاشف الغطاء ۴۳

۱۳۔ آیۃ اللہ سید حسین حمامی ۴۳

۱۴۔ آیۃ اللہ سیّد عبد الاعلی سبزواری کا فتویٰ ۴۳

۱۵۔ آیۃ اللہ سیّد جواد طباطبائی کا فتویٰ ۴۴

۱۶۔ آیۃ اللہ شیخ محمد رضا طبسی کا فتویٰ ۴۵

۱۷۔ آیۃ اللہ محمود شاہرودی کا فتویٰ ۴۶

۱۸۔ آیۃ اللہ شیخ حسن صافی کا فتویٰ ۴۶

۱۹۔ آیۃ اللہ شیخ عبد الرسول کا فتویٰ ۴۷

۲۰۔ آیۃ اللہ سید مرتضیٰ فیروز آبادی کا فتویٰ ۴۸

۲۱۔ آیۃ اللہ سیّد محمد شیرازی کا فتویٰ ۵۲

۲۲۔ آیۃ اللہ احمد خوانساری کی رائے ۵۳

۲۳۔ آیۃ اللہ شیخ محمد علی سیبوہ کا فتویٰ ۵۳

۲۴۔ آیۃ اللہ شیخ جعفر کاشف الغطا کی رائے ۵۳

۲۵۔ آیۃ اللہ ممقانی کا فتویٰ ۵۴

۲۶۔ کتاب آیات بینات سے اقتباس ۵۵

۲۷۔ آیۃ اللہ سیّد محسن الحکیم کا ایک اور فتویٰ ۵۵

۲۸۔ آیۃ اللہ سیّد محمد صادق روحانی کا بیان ۵۶

۲۹۔ آیۃ اللہ سیّد محمد وحیدی کا فتویٰ ۶۱

۳۰۔ آیۃ اللہ فانی کا بیان ۶۲

۳۱۔ آیۃ اللہ خمینی کا نظریہ ۷۰

۳۲۔ آیۃ اللہ سید ابوالقاسم خوئی کا ارشاد ۷۱

۳۳۔ آیۃ اللہ گلپایگانی کا نظریہ ۷۲

۳۴۔ آیۃ اللہ مرعشی نجفی کا ارشاد ۷۳

۳۵۔ آیۃ اللہ سیّد محمد صادق روحانی کا ایک اور بیان ۷۳

۳۶۔ آیۃ اللہ سیّد محمد شیرازی کا ایک اور فتویٰ ۷۵

۳۷۔ آیۃ اللہ خمینی کے جوابات ۷۶

۳۸۔ آیۃ اللہ سیّد مرتضیٰ پسندیدہ کا فتویٰ ۷۷

۳۹۔ آیۃ اللہ شیخ ہاشم آملی کا فتویٰ ۷۷

۴۰۔ آیۃ اللہ سیّد کاظم مرعشی اور آیۃ اللہ سیّد محمد شاہرودی کے خیالات ۷۸

۴۱۔ آیۃ اللہ سیّد مہدی مرعشی کی رائے ۷۹

۴۲۔ آیۃ اللہ سیّد محمد رضا موسوی بروجردی کا فتویٰ ۷۹

۴۳۔ آیۃ اللہ سیّد نور الدین حسینی میلانی کی رائے ۸۰

۴۴۔ آیۃ اللہ شیخ مرتضیٰ حائری کا فتویٰ ۸۱

۴۵۔ آیۃ اللہ سیّد رضا صدر کا نظریہ ۸۲

۴۶۔ آیۃ اللہ شیخ احمد انصاری کا فتویٰ ۸۳

۴۷۔ آیۃ اللہ شیخ حسین وحید خراسانی کا فتویٰ ۸۳

۴۸۔ آیۃ اللہ شیخ محسن حرم پناہی کی رائے ۸۴

۴۹۔ آیۃ اللہ سیّد محمد رضا گلپایگانی کے دو فتوے ۸۴
۵۰۔ آیۃ اللہ حائری کا فتویٰ ۸۵
۵۱۔ آیۃ اللہ سبزواری کا فتویٰ ۸۵
۵۲۔ آیۃ اللہ سیّد محمد شاہرودی کا ایک اور فتویٰ ۸۶
۵۳۔ آیۃ اللہ شیخ مہدی حائری تہرانی کا فتویٰ ۸۶
۵۴۔ آیۃ اللہ شیخ حسین مظاہری کا ارشاد ۸۸
۵۵۔ آیۃ اللہ بروجردی کا ایک واقعہ ۸۹
۵۶۔ آیۃ اللہ خمینی کی تقریر کے اقتباسات ۹۰
۵۷۔ آیۃ اللہ سیّد تقی طباطبائی کا فتویٰ ۹۱
۵۸۔ آیۃ اللہ شیخ محمد حسین کاشف الغطا کا بیان ۹۲
۵۹۔ آیۃ اللہ سیّد محسن الحکیم کا ایک اور فتویٰ ۹۶
۶۰۔ آیۃ اللہ سیّد ابوالقاسم بہشتی کا فتویٰ ۹۷
۶۱۔ آیۃ اللہ بروجردی کا فتویٰ ۹۷
۶۲۔ آیۃ اللہ شہید حسن شیرازی کی رائے ۹۸
۶۳۔ آیۃ اللہ شیخ محسن دوز دوزانی کا نظریہ ۹۸
۶۴۔ حجۃ الاسلام والمسلمین سیّد حمید الحسن کا بیان ۱۰۰
۶۵۔ حجۃ الاسلام والمسلمین سیّد حسن نقوی کا اعلان ۱۰۱
۶۶۔ مراسم عزا کی حمایت میں فتویٰ دینے والے علما کی ایک فہرست ۱۰۲
۶۷۔ کتاب میں شامل فتاویٰ کے عکس ۱۱۳

◆◆◆

بسم تعالیٰ

مقدمہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وآلہ العصیم

اما بعد۔ عزاداری کے خلاف ہر دور میں کچھ افراد نے اعتراض کر کے اپنے وجود کا اعلان کیا اس لئے ہر دور میں عزاداری کی حمایت میں بیانات اور فتاویٰ آتے رہے۔ زیر نظر کتاب انھی فتاویٰ اور بیانات پر مشتمل ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف بہت ہی عظیم شخصیتوں کے نظریات شامل کئے گئے ہیں ورنہ اگر ہم اس موضوع پر موجود مواد شائع کریں تو ایک ضخیم جلد ہو جائے۔

زیرِ نظر کتاب میں عالمِ اسلام کی مشہور شخصیت اور اپنے دور کے اعلم آیۃ اللہ العظمیٰ نائنی قدس سرہ کا بیان اور فتویٰ ملاحظہ فرمائیں گے۔ موصوف دنیائے شیعیت میں محتاج تعارف نہیں اس لئے کہ کسی بھی علمی شخصیت کے تعارف کے لئے اس کے شاگردوں کا حلقہ دیکھا جاتا ہے۔ آیۃ اللہ العظمیٰ نائنی کے شاگردوں میں اپنے دور کے اعلم اور دنیائے شیعیت کی عظیم شخصیت آیۃ اللہ العظمیٰ سیّد محسن الحکیم اور آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم خوئی نیز آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد شاہرودی (قدس سرہم) جیسی شخصیتیں شامل ہیں جو ہمیشہ آیۃ اللہ نائنی کی شاگردی پر فخر کرتے رہتے تھے۔ زیرِ نظر کتاب میں آیۃ اللہ شیخ محمد حسین کاشف الغطاء قدس سرہ کا بیان بھی شامل ہے۔ موصوف دنیائے

شیعیت میں مرجعیت کے ساتھ ساتھ ایک عظیم قائد کی حیثیت سے عالم اسلام میں پہچانے جاتے تھے۔

رہبر انقلاب اسلامی آیۃ اللہ العظمیٰ آقای خمینی قدس سرہ کے ارشادات بھی اس کتاب میں نظر آئیں گے جو کتاب کی عظمت میں اضافہ کرتے ہیں۔

مرجع عظیم الشان آیۃ العظمیٰ آقای گلپایگانی قدس سرہ کی تقریر بھی اس کتاب میں موجود ہے جس میں عزاداری کی حفاظت کی تلقین کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے مراجع کرام اور علماء اعلام کے فتاویٰ اس کتاب میں موجود ہیں جن کی تحریروں کا عکس ہم اس کتاب میں شائع کر رہے ہیں جنھیں کتاب عزاداری از دیدگاہ مرجعیت شیعہ کے مولف حجۃ الاسلام والمسلمین آقای شیخ ربانی خلخالی مدظلہ نے بڑی محنت سے جمع کیا ہے۔ یہ کتاب ایران میں کئی مرتبہ چھپ چکی ہے اور آخری ایڈیشن محرم ۱۴۱۵ھ میں تہران سے شائع ہوا ہے۔

یہاں یہ بات بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ اس کتاب کے مترجم حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ موسیٰ رضا قمی نے بڑی محنت ولگن کے ساتھ ترجمہ کیا اور درحقیقت یہ کتاب انھی کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔

کتاب میں ایک فہرست بھی پیش کی جا رہی ہے جو دو سال قبل مدرسۃ الامام امیر المومنین علیہ السلام کی جانب سے شائع ہوئی تھی اس فہرست میں ان علماء کے اسمائے گرامی ہیں جنھوں نے مراسم عزا کے جواز اور استحباب کے فتوے دیے ہیں۔

آخر میں اس بات کا اعلان بھی ضروری ہے کہ اس کتاب کو شایع کرنے کا

مقصد صرف نصرتِ امام مظلوم علیہ السلام ہے اسی لیے نہ کتاب میں کسی پر کوئی تنقید ملے گی اور نہ تبصرہ۔ علما کے فتاویٰ اور بیانات کا ترجمہ بھی بڑی احتیاط کے ساتھ کیا گیا ہے۔

ہندوستان کے جن علما کے بیانات حمایت عزا میں شایع ہو چکے ہیں انھیں شامل کتاب کر دیا گیا ہے خصوصی طریقے سے کسی شخصیت سے کوئی استفسار نہیں کیا گیا ہے۔

خداوندا دنیا میں عزاداری اور عزاداروں کی حفاظت فرما اور اس کتاب کے مؤلف اور مترجم نیز حقیر کو خدمت گذاران عزا میں شمار فرما اور ہمیں مزید خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرما۔

والسلام

سیّد زاہد احمد رضوی

نجفی

۱۰ / ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

◆◆◆

پیش لفظ

عزاداری سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کی مخالفت اس انتہا پر پہنچ گئی ہے کہ ضروری محسوس ہوا کہ قلم کے ذریعے اس عبادتِ خاص اور شعائرِ اہلِ تشیع کی ترویج و محافظت میں اپنا حصہ بھی ڈالا جائے۔ عزاداری کے محافظِ حقیقی تو ہمارے وارث حضرت امام زمانہ علیہ السلام ہیں جو خود اپنے جدِ امجد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے صبح و شام آنسوؤں کے بجائے خون روتے ہیں جیسا کہ آپ کے جدِ نامدار امام زین العابدین علیہ السلام بھی اسی طرح روتے رہتے تھے۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے بعد ہمارے علمائے حق ہیں جو ہمیشہ سے عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کی ترویج و محافظت کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ ان علمائے حق ہی کی کاوشوں کا ثمر ہے کہ جو عزاداری ہر قسم کی مخالفتوں کے باوجود اب تک قائم و دائم ہے۔
ہر دور میں عزاداری پر حملے ہوتے رہے اور اس میں اندرونی اور بیرونی دونوں عناصر پیش پیش رہے مگر علمائے حق ہمیشہ عزاداری کے دشمنوں پر بجلی بن کر گرتے اور اُن کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملاتے رہے اور یہ روش انشا اللہ تعالیٰ امامِ زمانہ علیہ السلام کی تائید و نصرت سے ہمیشہ قائم رہے گی۔

استاد الفقہا آیت اللہ العظمیٰ محمد حسین نائنی کے دور میں بھی خونی ماتم (قمع زنی، زنجیر زنی اور چھریوں کے ماتم) پر سوال اُٹھے جس کے جواب میں آپ نے اس کے جواز پر فتوا دیا جس کی توثیق آپ کے بلند پایہ شاگردوں جیسے آیت اللہ العظمیٰ محسن الحکیم، آیت اللہ العظمیٰ خوئی، آیت اللہ العظمیٰ شاہرودی اور تمام دوسرے بڑے بڑے علماء نے کی۔ پھر آیت اللہ محسن الحکیم کے دور میں شیخ محمد خالصی کے فتنہ نے سر اُٹھایا اور تقریباً ہر شیعہ عقیدہ کو بدعت، حرام یا باطل قرار دیا۔ یہاں تک کہ آیت اللہ محسن الحکیم پر بھی کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ شیخ محمد خالصی نے ہی عزاداری کی تقریباً تمام رسومات کو حرام قرار دیا اور اس میں ہاتھ اور خون کا ماتم (قمع زنی، زنجیر زنی وغیرہ) بھی شامل ہے۔ آیت اللہ محسن الحکیم نے خالصی فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ شیخ خالصی نے اپنی کتاب احیاء الشریعہ جلد اوّل صفحہ ۲۰۸ میں شہادت علی ولی اللہ کا آذان میں بجالانا بدعت محرمہ یعنی حرام لکھا، واقعہ غدیر کو موضوع و جعلی قرار دیا اور لکھتا ہے من کنت مولا والی حدیث سے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت ثابت نہیں ہوتی (اخبار اصول صفحہ ۲۳۲)۔ عصمتِ اہلبیتؑ کو غلط ثابت کیا ہے (اخبار اصول ۲۲۶) سورہ دھر اہلبیتؑ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی (رنگین کمان، صفحہ ۱۶)۔ مولوی محمد حسین ڈھکو نے شیخ محمد خالصی کو اپنی کتاب اصول الشریعہ طبع اخیر صفحہ ۱۸۰ میں مجاہد کبیر فاضل جلیل کے القاب سے یاد کیا ہے اور اس کی کتب کے حوالے دیے ہیں۔
آیت اللہ العظمیٰ خمینی کے دور میں بھی عزاداری کے دشمنوں (مقصر مولویوں) نے سر اُٹھانے کی کوششیں کیں جس کو آیت اللہ خمینی اور دیگر علمائے حق نے

سختی سے دبائے رکھا اور عزاداری کے تحفظ کے لئے اپنے فتاوٰں سے فتنے کو زیادہ پھلنے پھولنے کا موقع نہ دیا۔ یہ کتاب بھی آیت اللہ خمینی کے دور میں لکھی گئی تھی جس میں عزاداری کے تحفظ کے بارے میں تمام علمائے حق کے فتاوٰں کو جمع کر دیا گیا تھا تاکہ عوام الناس مقصر مولویوں کے گمراہ کن پراپیگنڈوں سے محفوظ رہ سکیں۔

آیت اللہ العظمیٰ شہاب الدین المرعشی نجفی نے تو عزاداری خصوصاً پیٹنا، زنجیر مارنا اور اس کے مثل دوسرے امور کو انجام دینے اور برپا کرنے کو اس زمانے میں واجب اور اجر و ثواب کے حامل قرار دیا ہے۔

افسوس کہ آیت اللہ خمینی کی آنکھ بند ہوتے ہی مقصر مولویوں نے عروج حاصل کیا اور عزاداری کی رسوم کو آہستہ آہستہ بدعت، حرام و باطل قرار دینا شروع کر دیا جو مذہبِ تشیع میں فتنہ و فساد کا باعث ثابت ہو رہی ہے۔ خونی ماتم بھی اسی فتنہ و فساد کی بھینٹ چڑھ گیا اور اس کو بھی مقصر مولویوں نے حرام قرار دے دیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی مدد کا وعدہ کیا ہے لہٰذا امام زمانہ علیہ السلام کی تائید و مدد سے مردِ مومن آیت اللہ العظمیٰ وحید خراسانی کو اس فتنے کے مقابلے کے لئے منتخب کیا اور انہوں نے بھرپور طریقے سے عزاداری کے تحفظ اور اس کو قائم و دائم رکھنے کی غرض سے بصیرت افروز تقاریر کیں۔ آپ کی اس سلسلے میں ایک تقریر انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے جو ہم من و عن اس کتاب میں درج کر رہے ہیں اور اگر کوئی چاہے تو آپ کی یہ تقریر انٹرنیٹ کے ذریعے بھی سُن سکتا ہے جو اُردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ترجموں کے ساتھ موجود ہے۔

آیت اللہ وحید خراسانی نے ان مقصر مولویوں پر برملا لعنت بھیجی ہے جو عزاداری خاص کر قمع زنی، زنجیر زنی کی مخالفت کرتے ہیں۔ آیت اللہ العظمیٰ وحید خراسانی تو ایسے مقصر مولویوں کو فقیہہ ماننے کو بھی تیار نہیں ہیں جو خونی ماتم اور عزاداری کی مخالفت کرتے ہیں۔

اس کتاب میں مومنین کے افادہ کے لیے وہ روایات بھی بطور حوالہ کے درج کی جا رہی ہیں جن سے تمام علمائے حق نے خونی ماتم کے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے اور جس کے حوالے ابھی بعض علماء نے اپنے فتاوٰں میں نقل کیے ہیں جو اس کتاب میں درج ہیں۔ ہم کچھ علماء کے وہ خاص الفاظ جو انہوں نے اپنے فتاوٰں میں عزاداری اور اُس کے مراسم جیسے خونی ماتم، قمع زنی، آگ کے ماتم کی مخالفت کرنے والے نام نہاد علماء کی 'شان' میں استعمال کیے ہیں درج کر رہے ہیں تاکہ حق پرست مومنین اس سے مستفید ہو سکیں۔

اس کتاب میں جید مراجع کرام نے مراسمِ عزاداری بشمول قمع زنی، آگ کا ماتم، زنجیر زنی کے خلاف آوازیں بلند کرنے والوں کو کچھ ان الفاظوں سے سرفراز کیا ہے: ''دشمنانِ اہلِ بیتؑ، سازشی عناصر، علمائے سوء، لعنتی، بدعقل، بدنہاد دشمن، بے ہودہ گو، دشمنانِ اسلام، کج فکر، عقل سے ہاتھ دھو بیٹھنے والے، ذہن میں خلل واقع ہونے والے، نسب میں خرابی والے، صاحبانِ غرض، ذہنی مریض (خدا اس کی بیماری میں اور اضافہ کرے) احکامِ شرعیہ کا مذاق اُڑانے والے، دشمنانِ دینِ حق، مادہ پرست، فریب خوردہ، دین و مذہب کے لئے سمِ قاتل، مغالطے اور گمراہ کرنے والے،

عزاداری کے روشن چراغ کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کی تاک میں بیٹھنے والے وغیرہ۔"

ضرورت کے مطابق اس کتاب کے مقدمہ سے ہٹ کر مقصر مولویوں کے کچھ عقائد کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے تاکہ مومنین حق و باطل میں باآسانی شناخت کر سکیں۔

سیّد مہدی حیدر

◆◆◆

ملت گریہ کُن کے متعلق پیش گوئی

مؤلف علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں بعض کتب ثقات معاصرین میں منقول ہے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کو خبر شہادت سے آگاہ کیا اور جو رنج و مصائب حضرت پر گزریں گے ان سے آپ مطلع ہوئیں تو جناب فاطمہؑ یہ واقعۂ جاں سوز سُن کر بہت روئیں اور عرض کیا اے پدر بزرگوار یہ واقعۂ کس زمانہ میں ہوگا؟ فرمایا اے فاطمہؑ یہ حادثہ ایسے وقت واقع ہوگا کہ زمانہ مجھ سے اور تم سے اور علیؑ سے خالی ہوگا۔ یہ سُن کر حضرت سیّدہ اور زیادہ روئیں۔ عرض کیا اے پدر بزرگوار میرے فرزند پر کون روئے گا؟ اور کون اس کی عزا کو برپا کرے گا؟ فرمایا اے فاطمہؑ عورتیں میری اُمت کی میرے اہل بیت کی عورتوں پر روئیں گی اور مرد میری اُمت کے مردانِ اہلبیتؑ پر روئیں گے اور ایک گروہ بعد ایک گروہ کے میرے شیعوں سے ہر سال تیرے فرزند کے ماتم کو تازہ کرے گا۔ اے فاطمہ! جب قیامت کا دن ہوگا تو تم زنانِ شیعہ کی شفاعت کرو گی اور میں ان کے مردوں کی شفاعت کروں گا جو شخص دُنیا میں مصیبت حسینؑ پر رویا ہے، اس کا ہاتھ پکڑ کر داخلِ بہشت کروں گے۔ اے فاطمہؑ روز قیامت سب آنکھیں روئیں گی مگر وہ آنکھ جو دُنیا میں مصیبت حسینؑ پر روئی ہے نعمت ہائے بہشت کو دیکھ کر خنداں وشاداں ہوگی۔

(بحار الانوار، جلد اوّل۔ دوم، صفحہ ۱۲۶، ۱۲۷)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہا:...... اے ابو بصیر! جب فاطمہؑ حسینؑ پر روتی ہیں اور نالہ وفریاد کرتی ہیں تو جہنم سے آوازِ خروش بلند ہوتی ہے اور جب خازنانِ دوزخ آواز اس مخدومۂ عالم کی سنتے ہیں جہنم کو روکتے ہیں کہ مبادا شعلہ زن ہو اور اس کا دھواں باہر نکلے اور تمام اہلِ زمین کی آنکھیں جلا دے جب تک سیدۂ عالم، عالمِ گریہ وبکا میں رہتی ہیں تو فرشتے محافظت دوزخ کرتے رہتے ہیں اور شعلہ ہائے جہنم کو پھیرتے رہتے ہیں اور دروازوں کو بند کر دیتے ہیں تاکہ ساکنانِ زمین محفوظ رہیں اور دوزخ ساکن نہیں ہوتی جب تک کہ وہ سیدہ عالم چُپ نہ ہو جائیں اور قریب ہوتا ہے کہ تمام سمندر جوش ماریں اور متلاطم ہو کر ایک دوسرے سے مل جائیں لیکن ہر قطرۂ دریا پر ایک فرشتہ موکل ہے جب یہ فرشتے اس مخدومۂ جہاں کی آواز سنتے ہیں، دریاؤں کو روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں اور بازوؤں سے اُن کا جوش تھامے رہتے تاکہ اہلِ زمین غرق نہ ہو جائیں اور تمام ملائکہ ہمیشہ ترساں اور ہراساں اور ان مخدومہ کے رونے سے گریاں و نالاں رہے ہیں اور تضرع وزاری درگاہِ باری میں کرتے ہیں اور یہ خوفِ عذاب اہلِ زمین تسبیح وتقدیس کی آوازیں بلند کرتے ہیں، اور اگر ان میں سے ایک کی آواز ساکنانِ زمین کو پہنچے تو وہ بے ہوش ہو جائیں اور پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں اور زمین کو زلزلہ آ جائے۔ میں نے عرض کیا مولا! میںُ آپ پر فدا ہوں، یہ امرِ عظیم ہے، فرمایا جو میں نے ذکر نہیں کیا اس سے سبھی زیادہ عظیم ہے۔ پس فرمایا اے ابو بصیر کیا تو نہیں چاہتا ان لوگوں سے ہو جو گریہ وزاری میں فاطمہؑ کی مدد کرتے ہیں، پس یہ کلمہ سن کر میں رونے لگا اور اس قدر رویا کہ بات نہ کر سکتا تھا۔

بعد ازاں حضرت نماز کے لئے گئے اور دعا میں مشغول ہوئے، میں حضرت کو اس حال میں چھوڑ کر جُدا ہوا اور کھانا نہ کھا سکا۔ رات کو مجھے نیند بھی نہ آئی دوسرے دن ترساں و ہراساں حضرت کی خدمت میں گیا جب میں نے دیکھا کہ وہ جناب ساکن ہیں تو میں بھی ساکن ہوا اور شکرِ جنابِ باری کیا کہ اس بارے میں کوئی عذاب نازل نہیں ہوا۔

کتابِ مذکور میں ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ ایک روز امیر المومنین علیہ السلام برآمد ہوئے اور مسجد میں اصحاب اطیاب کے جھرمٹ میں آکر بیٹھے اس وقت امام حسینؑ اپنے پدرِ بزرگوار کے روبرو کھڑے ہوئے، حضرت نے اپنے دستِ شفقت ان کے سرِ مبارک پر رکھ کر فرمایا اے میرے فرزند حق تعالیٰ نے ایک جماعت کا ذکر قرآنِ مجید میں اس عبارت سے بیان فرمایا کہ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ط (سورۃ الدخان، آیت ۲۹) کہ آسمان وزمین ان پر پر روئیں گے اور ان کو مہلت نہ ملے گی بخدا کہ تجھے قتل کریں گے اور آسمان وزمین تیرے اوپر روئیں گے، اور ابن ابی خطاب سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

(بحار الانوار، جلد اوّل۔ دوم، صفحہ ۳۸۴، ۳۸۵)

◆◆◆

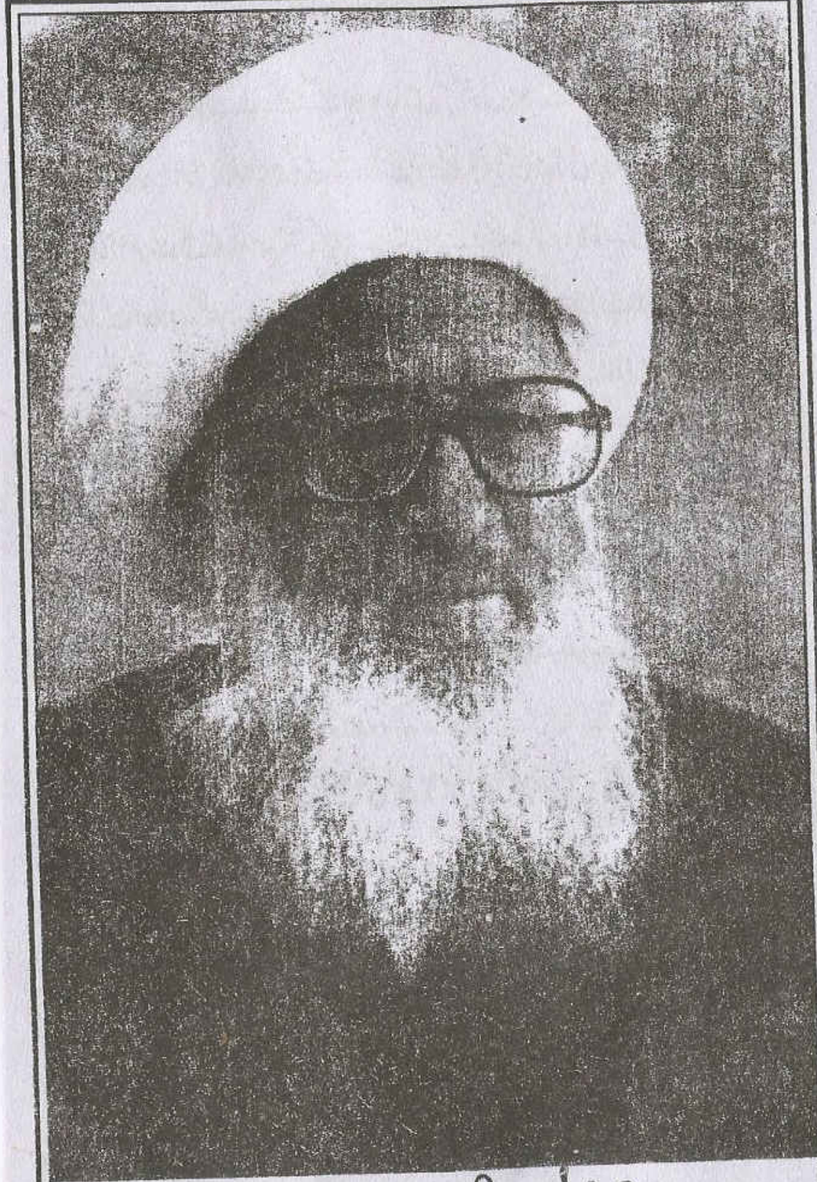

آیت اللہ العظمیٰ وحید خراسانی

آیت اللہ العظمیٰ وحید خراسانی

وائے (لعنت) ہو اس شخص پر جو ان (حسینی) شعائر پر اعتراض کرتا ہے۔ بیدار ہو جاؤ اے ایران کے لوگو جان لو چھوٹے سے چھوٹا حرف جو شعائر حسینی (عزاداری) کو نقصان پہنچائے خاتم النبیینؐ کی کمر کو شکستہ کرتا ہے۔ یہ عزداری یہ سینہ زنی یہ زنجیر زنی ضروری ہے کہ اس کی سب سے زیادہ حفاظت کی جائے یہ مسئلہ تفریح میں اُڑانے والا نہیں ہے۔

فقیہہ کون ہے (اصل) فُقہا تو گزر گئے۔ فقیہہ نائنی ہوئے فقیہہ بروجردی ہوئے، فقیہہ حائری ہوئے، فقیہہ یہ سب ہوئے جنھوں نے کہا کہ سینہ زنی کرو، زنجیر زنی کرو اور اگر خون بھی جاری ہو تو جاری ہونے دو یہ ہیں فقیہہ۔ فقاہت اسے کہتے ہیں ایک ثابت شدہ مسئلے میں اتنا شور وغوغا، محقق نائنی وہ فرد ہیں جو عظیم فقہاء کا افتخار ہیں کہ صرف ان کی کتاب ''لباس مشکوک'' کو سمجھ لینے پر فقہاء فخر کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ عظیم فقیہہ (جو افتخار فُقہاء ہیں) کہتے ہیں سینہ زنی کرنا، زنجیر زنی کرنا برائے سید الشہداء علیہ السلام حتیٰ کہ اگر خون جاری ہو تو، تو بھی جائز ہے۔ جائز ہونا یہاں پر مباح (یعنی بے ثواب جائز) کے معنی میں نہیں ہے۔ آپ (مجمع سے خطاب کرتے ہوئے) اہلِ فقہ میں غور فرمائیں کہ یہ کس عظیم شخصیت کا فتویٰ ہے (خون بہانے کے بارے

میں)۔ جب یہ فتویٰ صادر کیا (خون بہانے کے بارے میں) مذہب کے عظیم اور دین کی اکابر شخصیتیں جیسے کہ سید محسن حکیم جب ان سے اس فتوے پر تائیدی دستخط کے لئے کہا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے شیخ (نائنی) کا فتویٰ اس سے بالاتر ہے کہ ہماری تائید و دستخط کا محتاج ہو جیسے کہ فقیہہ شاہرودی نے فرمایا کہ یہ (یعنی آقائے نائنی کا فتویٰ) حق ہے۔ یہ کمال تحقیق ہر زاویے سے صحیح ہے۔ عظیم ترین (فقہاؤ کی مثل یہاں تک کہ وہ بھی جو یہاں پر آرام فرما رہے ہیں (یعنی معصومہِ قُم کے روضے میں دفن ہیں) یہ (فقہاء) فقہ کا ستون ہیں۔ یہ حائری ہیں (بانی حوزہ علیہ قم) ان کا فتویٰ بھی یہی ہے (یعنی خون بہانا) صحیح ہے۔

◆◆◆

احادیث جن سے مراجع کرام نے قمع زنی، زنجیر زنی وغیرہ کے جواز پر استدلال کیا

حضرت امام حسینؑ کے لئے
اللہ نے انبیاء ماسبق کا خون نکلوایا

حضرت موسیٰ علیہ السلام: منقول ہے ایک دن حضرت موسیٰ صحرائے کربلا میں وارد ہوئے اور ان کے وصی یوشع بن نون بھی ہمراہ تھے۔ جب صحرا میں پہنچے بند نعلین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ٹوٹ گیا اور پاؤں کانٹوں سے زخمی ہو گئے۔ حضرت موسیٰ نے کہا خداوندا یہ کیا ماجرا ہے کون سا گناہ مجھ سے صادر ہوا۔ حق تعالیٰ نے وحی کی اے موسیٰ اس زمین پر میرے برگزیدہ حسین کا خون گرایا جائے گا۔ میں نے چاہا تمھارا خون بھی اس زمین پر گرے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام:۔ منقول ہے کہ ایک دن حضرت ابراہیم گھوڑے پر سوار صحرائے کربلا سے گزر رہے تھے۔ دفعتاً گھوڑا منہ کے بل گرا اور حضرت گھوڑے سے زمین پر گرے اور آپ کا سر مبارک ایک پتھر پر لگا خون جاری ہوا۔ حضرت ابراہیم نے استغفار شروع کیا۔ پروردگارا مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوا جس کی سزا ملی۔ اس وقت جبرئیل نازل ہوئے کہا، اے ابراہیم کوئی گناہ تم سے صادر نہیں ہوا لیکن یہ وہ زمین ہے جس پر نورِ چشم محمد مصطفےٰؐ فرزند علی مرتضیٰ بہ جور و ستم شہید ہو گا۔

خدا نے چاہا تم بھی اس کی مصیبت میں شریک ہو تمھارا خون بھی اس زمین پر گرے جس پر اس کا خون گرایا جائے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام: منقول ہے جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے چاروں طرف حضرت حوا کو ڈھونڈتے پھرتے تھے یہاں تک کہ صحرائے کربلا میں پہنچے جب داخلِ صحرائے کربلا ہوئے اندوہ وغم نے ان پر ہجوم کیا بے سبب دل سینہ میں گھبرانے لگا جب مقتل جناب سید الشہداء پر پہنچے پائے مبارک میں پتھر کی ٹھوکر لگی اور پیر سے خون جاری ہوا۔ حضرت آدم نے یہ حال دیکھ کر اپنا منہ آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا بارِ آلہا آیا مجھ سے کوئی گناہ اور صادر ہوا کہ تو نے اس کے عوض مجھے عتاب کیا میں تمام روئے زمین پر پھرا یہ اندوہ والم جو مجھے یہاں پہنچا کسی زمین پر نہیں پہنچا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو وحی کی اے آدم کوئی گناہ تم سے سرزد نہیں ہوا لیکن اس زمین پر میرا برگزیدہ بندہ اور تیرا فرزند حسین شہید ہوگا۔ میں نے چاہا تم بھی اس کے اندوہ میں شریک ہو اور تمھارا خون بھی اس زمین پر گرے جس طرح اس کا خون گرایا جائے گا۔ (بحار الانوار، جلد ۴۴، صفحہ ۲۴۳، ۲۴۴)

◆◆◆

نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۱

جنگ لیلۃ الھریر کے بعد ایک سوال کا جواب: آپؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ پہلے آپ ہمیں حکم تسلیم کرنے سے منع فرماتے تھے پھر اس کو منظور فرما لیا، نہیں معلوم کہ ان دونوں باتوں میں سے کون سی زیادہ صحیح ہے؟

حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا: جو اپنے عہد وفا پر قائم نہ رہے اس کا یہی انجام ہے، آگاہ ہو قسم بہ خدا جس وقت میں نے تمھیں حکم دیا تھا اگر میں تمھیں اس مکروہ جنگ پر مجبور کر دیتا جس میں خداوند عالم نے تمھارے لیے خیر کو مضمر رکھا تھا پھر اگر تم ثابت قدم رہتے تو تمھیں ہدایت کرتا اور کجی اختیار کرتے تو تمھیں سیدھا کر دیتا اور اگر میری پیروی سے انکار کر جاتے تو تمھیں مجبور کر دیتا تو یہ بے شک یہ ایک مضبوط اور مستحکم طریق کار ہوتا مگر یہ سب کس کے بل بوتے پر اور کس کی مدد سے کرتا۔

......وہ لوگ اب کہاں ہیں جنھیں اسلام کی دعوت دی گئی تو اسے قبول کر لیا۔ قرآن پڑھا تو اس پر عمل بھی کیا انھیں جہاد کے لیے اُبھارا تو اس طرح شوق سے بڑھے جیسے دودھ پلانے والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف بڑھتی ہیں۔ تلواریں نیاموں سے نکال کر دستہ بہ دستہ اور صف بہ صف بڑھتے ہوئے زمین کے اطراف پر قابو پا گئے۔ ان میں سے کچھ مر گئے اور کچھ زندہ بچے۔ نہ زندہ رہنے والوں کے مژدہ سے وہ خوش تھے اور نہ مرنے والوں کی تعزیت سے متاثر تھے۔ رونے سے ان کی آنکھیں سفید، روزوں سے ان کے پیٹ خالی دعا (کی کثرت) سے ہونٹ خشک اور شب خیزی کے لیے بیداری سے ان کے

رنگ زرد ہو گئے تھے اوخضوع وخشوع کرنے والوں کی طرح ان کے چہرے خاک آلود رہتے تھے۔ یہ میرے وہ بھائی تھے جو دنیا سے گزر گئے اب ہم حق بجانب ہیں۔ اگر ان کے دیدار کے پیاسے ہوں اوران کے فراق میں اپنی اُنگلیاں کاٹیں......

امام سجاد علیہ السلام کا خون نکالنا

راوی کہتا ہے جب حضرت امام سجاد علیہ السلام نے مستورات کی گود میں سرِ مبارک سیدالشہداء علیہ السلام کی گفتگو سُنی تو امام علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنا چہرہ مبارک اس زور سے دیوار کے ساتھ مارا کہ آپؑ کی ناک مبارک کی ہڈی ٹوٹ گئی اور سامنے سے سرِ مبارک پھٹ گیا جس کی وجہ سے خون سینہ مبارک تک جاری ہونے لگا اور امام علیہ السلام نے اتنی شدت کے ساتھ گریہ وزاری کی کہ آپؑ پر غشی طاری ہوگئی۔ (آیت اللہ العظمیٰ مرزا حسین نوری، کتاب دارالسلام، جلد۲، صفحہ۱۷۹)

حضرت سیّدہ زینبؑ کا خون نکالنا

طریحی نے اپنی تالیف ”المنتخب“ میں مسلم جصاص سے روایت نقل کی ہے......
اہلِ کوفہ نے بچوں کے محملوں پر کھجور اور روٹیوں کے ٹکڑے پھینکے تو جناب اُمِ کلثوم نے روتے ہوئے فرمایا :

يا اهل الكوفه ان الصدقة علينا حرام

”اے اہلِ کوفہ! صدقہ ہم اہل بیتؑ رسولؐ پر حرام ہے۔“

پھر بچوں کے ہاتھوں اور منہ سے چھین کر زمین پر پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر تمام افراد ان کی مصیبت پر رونے لگے۔ جناب اُمِ کلثومؑ نے محمل سے سر اُٹھایا اور فرمایا:۔

”اے اہلِ کوفہ! خاموش ہو جاؤ تم پر افسوس تمہارے مردوں نے ہمیں قتل کیا ہے اب تمہاری عورتیں ہم پر رو رہی ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ ہی فیصلہ کرے گا۔“

اسی اثنا میں جب بی بیؑ کوفہ کی عورتوں سے خطاب کر رہی تھیں تو اچانک شور اُٹھا اور سرہائے شہدا سامنے لائے گئے سب سے آگے امام حسینؑ کا سر تھا جو کہ چاند اور زہرہ کے مانند چمک رہا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ مشابہ لگ رہا تھا۔ آپؑ کی ریش مبارک خون کے خشک ہو جانے کی وجہ سے سیاہ لگ رہی تھی گویا خضاب کیا گیا ہو۔ آپؑ کا چہرہ طلوع ہونے والے چاند کے مانند خوبصورت لگ رہا تھا۔ ریشِ مبارک ہوا کی وجہ سے دائیں بائیں لہرا رہی تھی۔

جب سیّدہ زینبؑ کی نظر اپنے بھائی کے سرِ اقدس پر پڑی تو اپنی پیشانی کو محمل پر مارنا شروع کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ بی بی کی پیشانی سے خون بہنے لگا اور روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے :

يا هلالا لما استتم كمالا — غاله حسفه فابدیٔ غروبا
ماتو همت يا شقيق فؤادی — كان هذا مقدراً مكتوباً
يا اخی! فاطم الصغيرة كلّمتها — فقد كاد قلبها ان يذوبا
...... الی آخر الابيات

”اے پہلی کے چاند! ابھی تو تُو بدرِ کامل بھی نہیں بنا تھا کہ تجھے گرہن لگ گیا اور تو غروب کر گیا۔ اے میرے گوشۂ جگر! میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ یہ مقدر طے ہو چکا ہو گا۔ میرے بھائی! فاطمہ صغریٰؑ (مراد جناب سکینہؑ) سے کلام کریں اس کا دل پگھلنے کے قریب آ چکا ہے۔“

(منتخب طریحی جلد۲، ص۴۶۴، بحارالانوار جلد ۴۸، ص ۱۰۸، زینبؑ الکبریٰ، ص ۱۷۹، ۱۸۰، نفس المھموم ص ۴۰۱، ریاض القدس جلد۲، ص۲۳۲، عوالم العلوم و المعارف جلد۱۷، ص۳۷۳، در کربلا چہ گذشت، ص۵۱۶۔)

◆◆◆

شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام پر زمین و آسمان سرخ ہو گئے

کتابِ مذکور میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے کہ آسمان و زمین امام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے سے روئے اور سرخ ہو گئے اور کبھی آسمان و زمین کسی شخص کے لئے نہیں روئے ہیں مگر یحییٰ بن زکریا اور حسینؑ شہیدِ کربلا کے لئے۔

کتاب مذکور میں علی بن مسہر قرشی سے نقل ہے وہ کہتا ہے میری دادی امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھیں وہ بیان کرتی تھیں کہ حسینؑ کی شہادت کے بعد ایک سال نو مہینے آسمان خون کے مانند سرخ رہا۔ اس طرح سے کہ آسمان دکھائی نہ دیتا تھا۔

کتاب مذکور میں عبدالخالق بن عبدربہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے میں نے سنا کہ وہ فرماتے تھے ''لَمْ نَجْعَلْ لَہُ من قبل سمیّاً'' نہ حسینؑ ابن علیؑ کا کوئی سمی و ہم نام پیشتر ہوا تھا، نہ یحییٰ بن زکریاؑ کا کوئی ہم نام تھا اور آسمان کسی پر نہیں رویا صرف ان دو شخصوں پر چالیس دن روتا رہا۔ راوی کہتا

ہے میں نے پوچھا آسمان کا رونا کیا ہے؟ فرمایا آسمان بہ وقتِ طلوع و غروب سرخ ہوتا تھا۔

کتابِ مذکور میں مروی ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے آسمان سے خاک سرخ برسی۔ کتابِ مذکور میں علی بن الحسینؑ سے منقول ہے کہ آسمان جب سے خلق ہوا نہیں رویا مگر یحییٰ بن زکریا اور حسینؑ ابن علیؑ پر، راوی نے پوچھا آسمان کا رونا کیا ہے، فرمایا جب کوئی کپڑا زیرِ آسمان رکھ دیتے تھے لہو کے دھبے اُس پر پڑ جاتے تھے۔

کتابِ مناقب میں نصرہ ازدیہ سے مروی ہے وہ کہتی ہے کہ وقت شہادت امام حسین علیہ السلام آسمان سے اتنا خون برسا کہ کپڑے رنگین ہو گئے اور ہمارے برتن خون سے لبریز ہو گئے اور قرظہ بن عبداللہ کہتا ہے کہ ایک روز دوپہر کو بارش ہوئی جس سے سفید کپڑا سرخ ہو گیا۔ میں نے دیکھا وہ خون تھا۔ جب اونٹ پانی پینے کے لئے صحرا کو گئے پانی سب خون ہو گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ روز شہادت حسین علیہ السلام تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان حسینؑ پر چالیس دن خون رویا اور زرارہ نے بھی ان حضرت سے نقل کیا ہے کہ فرماتے تھے آسمان یحییٰؑ بن ذکریا اور حسین ابن علیؑ پر چالیس روز رویا اور سوا ان کے کسی پر نہیں رویا۔

اور مناقب میں اسود بن قیس نے روایت کی ہے کہ جب حسین، شہید ہوئے ایک سرخی جانبِ مشرق سے اور ایک جانب مغرب سے ظاہر ہوئی اور بیچ آسمان میں دونوں مل گئیں۔ چھ مہینے یہی حال رہا اور تاریخ نسوی میں ابوقبیل سے مروی ہے کہ

جب حسین علیہ السلام شہید ہوئے سورج کو گہن لگا حتیٰ کہ ستارے دن کو بوقتِ دوپہر ظاہر ہو گئے اور ہم لوگوں کو گمان ہوا کہ قیامت برپا ہو گئی۔

نضرہ ازویہ سے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے آسمان سے خون برسا اور صبح کو تمام چیزیں خون سے بھری پائیں اور اُمِ حبّان سے مروی ہے کہ بعد شہادتِ امامِ حسینؑ تین دن تاریکی رہی اور جو شخص آپ کی زعفران منہ پر لگاتا تھا جل جاتا تھا اور جو پتھر بیت المقدس میں اٹھاتے تھے اس کے نیچے خون تازہ پاتے تھے۔

مناقب میں حرز خامس صحیح مسلم سے اس آیت کی تفسیر میں یوں منقول ہے کہ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَمَا كَانُوْا مُنظَرِيْنَ ٥ جب حسینؑ شہید ہوئے آسمان رویا اور اُس کا رونا اس کا سرخ ہونا ہے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اس آیت کی روایت کی ہے کہ شفق کی سرخی قبلِ قتلِ امام حسین علیہ السلام نہ تھی۔ ایضاً ثعلبی نے اس حدیث مرفوع ذکر کی ہے کہ ایامِ قتلِ حسینؑ خون برسا۔

کتابِ امالی ابن بابویہ میں مفضل بن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے۔ اُن حضرت نے اپنے جدِ بزرگوار سے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام ایک روز اپنے بھائی حسن علیہ السلام کے پاس گئے اور ان کو دیکھ کر رونے لگے۔ امام حسنؑ نے پوچھا یا اباعبداللہ کیوں روتے ہو؟ امام حسینؑ نے کہا اُس ظلم کو یاد کر کے روتا ہوں جو آپ پر ہوگا۔ امام حسنؑ نے کہا ظلم جو مجھ پر ہوگا وہ اسی قدر ہے کہ مجھ کو زہر دیں گے اور اسی سے میں وفات پاؤں گا لیکن کوئی مصیبت تمھاری شہادت کے برابر نہیں ہے۔ یا اباعبداللہ! تیس ہزار نامرد جو اپنے کو ہمارے جد کی اُمت جانتے

ہوں گے اور وہ دینِ اسلام کے مُدعی ہوں گے۔ تمھارا خون بہانے اور اہلِ حرم کی ہتکِ حرمت کرنے اور ان کا مال واسباب لوٹنے کے لئے کمربستہ ہوں گے اُس وقت بنی اُمیہ لعنتِ ابدی میں گرفتار ہوں گے اور تمھارے لئے آسمان خون اور راکھ برسا کر روئے گا اور تمام چیزیں حتیٰ کہ چرند جنگل میں، مچھلیاں دریا میں تم پر گریہ کریں گی۔

کتاب کامل الزیارت میں عروۃ بن زبیر سے روایت ہے کہ ابوذر غفاری علیہ الرحمہ نے فرمایا: ایہا الناس اگر تم کو اس انقلابِ عظیم کی اطلاع ہو جو وقتِ شہادتِ حسینؑ زمین و آسمان، دریاؤں اور پہاڑوں میں ظاہر ہوگا تو تم اتنا گریہ کرو کہ تمھاری جانیں نکل جائیں، جس آسمان سے روحِ مطہر امام حسینؑ گذرے گی ستر ہزار فرشتے دہشت سے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور شدتِ خوف سے ان کے بدن قیامت تک کانپتے رہیں گے اور جو ابر ہوا میں اُڑتا ہے اور رعد و برق رکھتا ہے وہ حسینؑ کے قاتل پر لعنت کرتا ہے اور ہر روز روحِ پاک حسینؑ کی اپنے جَد کے پاس جائے گی اور دونوں آپس میں ملاقات کریں گے۔

بعض کتبِ مناقب میں عمارؓ سے رویات ہے کہ ابنِ عباسؓ نے بہ وقت دوپہر جناب سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں باموہائے ژولیدہ اور صورتِ غبار آلود دیکھا آپ اپنے ہاتھ میں ایک شیشہ خون سے مملو لئے ہیں، مَیں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ خون کیسا ہے؟ فرمایا! یہ خونِ حسینؑ ہے آج تمام روز اس کو میں نے جمع کیا پس ابنِ عباسؓ نے اس تاریخ کو ضبط کیا بعدہٗ معلوم ہوا کہ شہادت امام علیہ السلام اُسی روز واقع ہوئی تھی۔

مدائنی نے کہا پیغمبر خداؐ نے اُمِ سلمہ کو ایک شیشی دی جس میں کربلا کی خاک تھی، اور فرمایا جب یہ خاک خونِ تازہ ہو جائے اس وقت حسینؑ شہید ہوگا۔ سلمٰی کہتی ہے کہ ایک روز خانۂ اُمِ سلمہؓ سے نوحہ و نالہ بلند ہوا پس سب سے پہلے وہاں گئی اور ماجرا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ پیغمبرِ خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا کہ سرِ مبارک گرد و غبار آلود ہے۔ میں نے کہا یہ کیا حال ہے؟ فرمایا، لوگوں نے میرے فرزندِ دل بند پر چڑھائی کی اور اُسے شہید کر ڈالا۔ مَیں اس کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھا۔ اُمِ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ یہ سُن کر میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں دَوڑی اور شیشی دیکھی۔ مَیں نے دیکھا کہ خونِ تازہ اس میں جوش مارتا تھا۔ سلمٰی کہتی ہے میں نے دیکھا اُمِ سلمہؓ اُس شیشی کو آگے رکھے ہوئے تھیں۔

کتاب طرایف میں کتاب جمع بین الصحیحین سے نقل ہے کہ لوگوں نے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں روتے دیکھا، پوچھا کیا حال ہے رسول اللہ! فرمایا حسینؑ میرا فرزند دل بند ابھی شہید ہوا ہے۔

(بحار الانوار، جلد اوّل و دوم، اُردو ترجمہ، صفحہ ۳۸۶ تا ۳۹۰ اور ۴۰۰)

◆◆◆

آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی گلپایگانی قدس سرہ کی عظمت عزا پر ایک تقریر

”یہ تقریر آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی گلپایگانی (قدس سرہ) نے بروز چہار شنبہ ۲۳/ ذی الحجہ الحرام ۱۳۹۹ ہجری کو مسجد اعظم ”قم“ میں طلبا اور علما کرام کے سامنے محرم الحرام کی تعطیلات کی مناسبت سے ارشاد فرمائی تھی۔“

”تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علواً فی الارض ولا فساداً والعاقبة للمتقين“ الخ

ہر فرد بشر کے لیے ذکرِ مصیبت سید الشہداء سلام اللہ علیہ اور آل محمد علیہم السلام کی مصیبت کا بیانِ ضروری ہے تا کہ لوگوں کے درمیان شیعیت قائم و دائم رہے۔ ایک وقت ایسا بھی تھا جب کہ کفر و نفاق کے علم برداروں نے دیکھا کہ ایران اور ہر اس جگہ کو جہاں شیعہ رہتے ہیں مجلس عزائے حسینؑ لوگوں کو دین سے غافل نہیں ہونے دیتی ہے بلکہ ان لوگوں نے محسوس کیا کہ عزاداری ہی وہ واحد سبب ہے کہ جس کی برکت سے لوگ اپنے حقوق سے آشنا ہوتے ہیں اور مبلغین حضرات منبر رسولؐ سے احکامِ دین سکھاتے ہیں اور ساتھ ہی اس نکتہ کی طرف بھی لوگوں کو متوجہ کرتے ہیں

کہ منکرین خدا اور رسولؐ کس انداز سے انھیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں اور کس طرح ان کے ذریعے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور اس بات کو بھی بتاتے ہیں کہ ظالم کی اطاعت مت کرو۔

چونکہ یہ تمام باتیں کافروں کے لیے نقصان دہ تھیں لہٰذا آج سے چند سال قبل طاغوت (شاہ ایران) کے زمانے میں حکم دیا گیا کہ مکمل طور پر عزاداری پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ مراسمِ عزا اور مجالسِ ذکر سید الشہداء کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ اپنے گھروں میں چھپ کر مجلسیں منعقد کرتے تھے۔ پھر بھی حکومت کے جاسوس مطلع کر دیتے اور بانی مجلس گرفتار ہو جاتا تھا اور طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مومنین شہر سے باہر مثلاً جمکران وغیرہ کے علاقے میں جمع ہو کر مجالس عزا کا انعقاد کرتے تھے۔ لیکن سرکاری جاسوس وہاں بھی پہنچ کر پریشانیوں میں مبتلا کرتے تھے۔ یہ حالت تقریباً ایران کے تمام شہروں میں تھی بلکہ بعض شہروں میں تو اس سے بدتر حالات تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب وہ حالات نہ رہے اور مومنین کو آرام و سکون کے ساتھ اپنی فطری آزادی پر قائم رہ کر پیغمبر گرامی اور امام حسین علیہ السلام کی ان زحمتوں اور مصیبتوں کا (جو انھوں نے دین اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں گوارا کیں) تذکرہ کرنے کا بہترین موقع ملا ہے۔ اسی لیے جب ان خدا و رسولؐ کے دشمنوں نے دیکھا کہ قوم شیعہ کو بزور و زبردستی اہلبیتؑ اور سید الشہداءؑ سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور مظلوم کی حمایت اور ظالم سے مقابلہ کرنے کی قوت کو سلب نہیں کیا جا سکتا ہے تو انھوں نے ایک بے بنیاد خیال کو جنم دیا اور وہ یہ کہ امام حسینؑ صرف رونے

پیٹنے کے لیے شہید نہیں ہوئے لہٰذا ان پر رونا کیا معنی رکھتا ہے اور اس سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ امام حسینؑ اور ان کے اہلبیت علیہم السلام کے مصائب پر گریہ کرنا اور تڑپنا کتنے فائدوں کا حامل ہے۔ یہی گریہ ہے جس نے بنی اُمیہ اور دنیا کے بڑے سرکش ظالموں کی حکومتوں کے خلاف انقلاب برپا کر دیے۔ یہاں تک کہ بنی اُمیہ کا وجود صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ ظالموں کو خاک میں دفن کر دیا گیا۔ یہ لوگ اب یہ چاہتے ہیں کہ قوم کے سادہ ذہن اور کوتاہ بین افراد کو اس گریہ سے جو (ظلم کے خلاف ایک عظیم آواز ہے) باز رکھیں۔ یہی گریہ ہے جو انسانی ذہن میں ظلم کے خلاف جذبۂ نفرت کو ہر وقت تازہ رکھتا ہے اور قوم کو اپنی فطری آزادی کے تحت اسلامی مقاصد پر قربان ہو جانے پر آمادہ کرتا ہے۔ اگر کچھ عرصے کے لیے بھی یہ مجالس عزا منعقد نہ ہوں تو یاد رکھیے کہ روح اسلام ختم ہو جائے گی۔ اسلامی مقاصد اور اس کے مفاہیم سے قوم کے اذہان دور ہوتے چلے جائیں گے۔ اگر تقریروں میں ذاکرینِ کرام مصائب سید الشہداء بیان نہ کریں تو یہ تقریریں اپنا اثر کھو دیں گی اور نہ ہی صرف تقریروں کے نام پر کثیر تعداد میں لوگ جمع ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہی پابندی کے ساتھ اسلامی مقاصد سے آشنا ہو سکتے ہیں۔ قریہ قریہ، شہر شہر اور گھر گھر مجالسِ عزا کے انعقاد کے ذریعہ دین کو بقا و دوام حاصل ہے۔ لہٰذا عزاداریٔ سید الشہداء علیہ السلام لوگوں کا دین و مذہب ہے۔ مومنین کے گوشت و پوست اور رگ و پے میں یہ پیوست ہو چکی ہے۔ اگر ان مجالسِ عزا سے مومنین کو روکا گیا تو دوسرے مذہبی اجتماعات بھی منعقد نہیں کیے جا سکتے۔ اس وقت ایشیا کے ان ممالک ہندوستان، پاکستان، افغانستان اور عراق

میں نیز اور دوسرے ممالک بلکہ ہر جگہ اور ہر ملک میں جہاں کہیں بھی مومنین بستے ہیں اگرچہ کسی آبادی میں ان کے چار گھر بھی ہیں تو وہ مراسمِ عزاداری شان سے برپا کرتے ہیں کہ جن کے ذریعے اسلامی مقاصد کا احیاء ہوتا ہے اور امام حسین علیہ السلام کی تحریک کے اغراض و اسباب بیان کیے جاتے ہیں چنانچہ متواتر یہ سُنا گیا ہے کہ ہندوستان میں انھیں مصائب کو سُن کر لوگ سید الشہداؑ کی محبت و مودت میں حسینؑ حسینؑ کہتے ہوئے آگ پر سے گزر جاتے ہیں اور ان کے پیر ذرا بھی نہیں جلتے ہیں۔ گویا یہ لوگ اس عمل سے لوگوں کے دلوں میں ظلم کے خلاف آگ کو روشن کرتے ہیں! آخر کیوں اور کس لیے یہ لوگ ایسا عمل کرتے ہیں اور آگ پر چل کر سید الشہداؑ کے غم میں سر و سینہ پیٹتے ہیں۔ صرف اس لیے کہ سید الشہداؑ نے ظلم کے خلاف تحریک چلائی اس لیے کہ سید الشہداؑ نے ظلم کو اپنی مظلومیت کی تلوار سے نیست و نابود کر دیا۔ بس یہ لوگ اپنے طور طریقے اور عادات کے مطابق یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ ظلم کے خلاف اُٹھ کھڑے ہو اور انقلاب برپا کر دو۔

عزاداری سید الشہداؑ کے پیغامات کو لوگوں تک پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے اور بعض جگہوں پر تو لوگ مراسمِ عزا میں معجزات کا مشاہدہ کرتے ہیں جس سے عزاداری کے سلسلے میں اشتباہات دور ہو جاتے ہیں اور یقینِ کامل حاصل ہو جاتا ہے اور لوگ مذہب تشیع قبول کر لیتے ہیں لیکن اب ایسا زمانہ آیا ہے کہ بعض لوگ نوجوان عزاداروں کو دھوکا دینے پر تلے ہوئے ہیں اور عزاداری کی غلط تصویر کشی کر کے نوجوانوں کو مراسمِ عزا سے باز رکھنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں مثلاً یہ کہا جانا لگا ہے

کہ عزاداری نہ تو واجب ہے اور نہ ہی کوئی مستحب عمل ہے۔ اگر کوئی شخص منبر پر جائے اور سید الشہداؑ کے مصائب بیان نہ کرے تو اسے سمجھانے کی ضرورت ہے اور سمجھائیے کہ آخر کیوں وہ ایسا کر رہا ہے۔ کیا مظلومیت کے ذکر سے ظلم رسوا اور ظالم کے ارادے ناکام نہیں ہوتے۔ ذاکرین حضرات محرم کے زمانے میں قم سے باہر دوسرے شہروں اور دیہاتوں میں تشریف لے جائیں گے۔ ان سے میری گزارش ہے کہ وہ نوجوانوں کو مراسم عزا برپا کرنے کی زیادہ سے زیادہ نصیحت کریں اور شیریں لہجے میں خوبصورت الفاظ کے ذریعہ ان مراسم کے اثرات کو بیان کریں تاکہ مومنین اور عالی شان طور پر عزاداری برپا کریں اور انھیں اسی میٹھی زبان میں سمجھائیں کہ عزاداری کی مخالفت استعمار کی سازش ہے جو چاہتا ہے کہ عزاداری کا سلسلہ بند ہو جائے لہٰذا اثرات عزا کو لوگوں کے ذہنوں میں جاگزیں کر دیجئے۔ ساتھ ہی ساتھ شرعی احکام ضرور بیان کیجیے۔ عقائد کو تفصیل کے ساتھ ذہن نشین کرائیے اور مخالفینِ اسلام و تشیع کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کو بیان کیجئے تاکہ نوجوانوں کے ذہن ان کی خیانتوں کا شکار نہ ہو سکیں اور اسلام و تشیع سے ان کا تمسک مضبوط اور مستحکم ہو جائے۔ ختمی مرتبت کے اخلاقِ حمیدہ کو بیان کیجئے۔ آئمہ معصومین علیہم السلام کے اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ کریمہ کو بالتفصیل بیان کیجئے اور ان کے مصائب کا تذکرہ کیجئے تاکہ ان کا مشن زندہ رہے جیسا کہ معصومین علیہم السلام نے فرمایا ہے۔ رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ احییٰ امرنا

اور سرکارِ رسالت کا ارشادِ گرامی ہے :

الا ومن مات علیٰ بغضِ آل محمدٍ مات کافرا

جوشخص آل محمدؑ سے بغض رکھتے ہوئے مرجائے وہ کافر مرا۔

الا ومن مات علیٰ بغض آل محمد لَمۡ یَشمُّ رائحۃ الجنّۃ

جوشخص آل محمدؑ سے بغض رکھتے ہوئے مرجائے وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکتا۔ (کامل بہائی۔عمادالدین طبری)

آیت اللہ نائنی کا نظریہ

بصرہ اور اطراف واکناف کے لوگوں نے آیت اللہ العظمیٰ الشیخ محمد حسین نائنی طاب ثراہ (جو اپنے زمانے کے اعلم دوراں گزرے ہیں) سے جلوس ہائے عزا، زنجیری ماتم اور دیگر رسوم عزا کے متعلق سوال کیا جس کے جواب میں جناب مرحوم نے فرمایا۔ بصرہ میں رہنے والے تمام لوگوں کی خدمت میں سلام کے بعد عرض ہے کہ جیسا کہ آپ کے خطوط مسلسل موصول ہوئے ہیں۔ جس میں آپ لوگوں نے جلوس ہائے عزا اور اس سے مربوط تمام چیزوں کے متعلق استفسار کیا ہے اور میرے نظریہ کو جاننا چاہا ہے لہٰذا ان کے جوابات مندرجہ ذیل مسائل کے تحت بیان کررہا ہوں:

(۱) یہ بات بالکل واضح اور روشن ہے کہ جلوس ہائے عزا کا معمول کے مطابق شاہراہوں پر نکالنا درست اور صحیح ہے۔ جس کی طرف عام مسلمانوں کا متوجہ ہونا بھی روشن اور واضح ہے لہٰذا عشرۂ محرم اور چہلم کے موقع پر یہ جلوس ہائے عزا درحقیقت عزاداری کا واضح ترین مصداق ہیں۔ ان کے ذریعے کربلا کے شہیدوں کے مقاصد کی تبلیغ وترویج بہت آسانی سے ہوجاتی ہے لیکن ضروری ہے کہ یہ جلوس ہائے عزا اور مجالس سید الشہداؑ ناجائز اور حرام اعمال

(مثلاً غناء کے انداز میں مراثی ونوحہ جات پڑھنا یا اس کے آلات کا استعمال کرنا اور آگے پیچھے چلنے پر لڑنا جھگڑنا۔ تقدیم وتاخیر کے بکھیڑے اٹھانا۔ عام راستوں یا امام باڑوں اور گھروں میں فساد اور ریاء پر مبنی مقابلہ آرائی ہونا) سے پاک وصاف اور مبرا ہونا چاہئیں اور اگر کچھ لوگ اس طرح کے ناجائز امور انجام بھی دیتے ہیں تو ان کے عمل سے عزاداری کی حرمت قطعاً متاثر نہیں ہوتی بلکہ اسی طرح کہ ایک نمازگزار جب نماز پڑھتا ہے اور حالتِ نماز میں اس کی نگاہ کسی اجنبی عورت پر جاکر رک جاتی ہے تو اس کی نماز متاثر نہیں ہوتی یعنی ٹوٹتی نہیں ہے صرف قبولیت نماز میں کچھ فرق آتا ہے ویسے ہی کچھ لوگوں کے ذریعے ناجائز امور بنام عزاداری انجام دینے سے حرمت عزا اور روحِ عزاداری پر کوئی خاص فرق نہیں پڑتا ہے۔

(۲) چہرے کو دونوں ہاتھوں سے ماتم کے ذریعے سرخ کرنے اور بالآخر سیاہ کر لینے میں کوئی اشکال نہیں ہے یہ عمل بھی جائز اور مباح ہے اور اقویٰ طور پر زنجیر کی چھریوں کے ذریعے شانوں اور پشت سے خون نکالنا اور قمع اور تلوار کے ذریعے سر کا زخمی کرنا (جو بیماری اور ہلاکت کا باعث نہ بنے) (نیز پیشانی کی ہڈی کو نقصان پہنچنے کا باعث نہ ہو) جائز ہے۔ البتہ اگر کسی شخص کے لیے معتد بہ خون نکلنا ہی باعث ضرر ہے تو اب اس کے لیے زنجیر وقمع لگانا جائز نہ ہوگا بالکل اسی طرح کہ جیسے کسی مریض کے لیے روزہ رکھنا جائز اور درست نہیں ہوتا۔ لیکن جولوگ قمع اور تلوار کے نقصانات سے واقف نہیں

ہیں ان کے لیے احوط یعنی مناسب یہ ہے کہ وہ اس سے باز رہیں اور پرہیز کریں خصوصاً ایسے نوجوان حضرات جن کے قلوب مؤدتِ اہلبیت علیہم السلام سے لبریز ہیں اور جذبات محبت میں اپنے نفع ونقصان کو بھول کر قمع لگاتے ہیں اور زختم نقصان پہنچاتا ہے تو یہ نوجوان بھی اجتناب کریں۔

(۳) وہ شبیہیں (جو معمولاً جلوس ہائے عزا میں برآمد کی جاتی ہیں جن کے ذریعہ گریہ کا ماحول پیدا ہوجاتا ہے) ان کا سجنا اور نکلنا جائز ہے۔

(۴) ڈھول، تاشے جو بعض جگہوں پر معمولاً جلوس ہائے عزا میں استعمال ہوتے ہیں اگرچہ اب تک ان کی حقیقت واضح نہیں ہوسکی ہے۔ پھر بھی ان کا استعمال (اگر لوگوں کو مطلع کرنے اور گریہ خیز منظر پیش کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے) جائز ہے جیسا کہ نجف اشرف کے جلوس ہائے عزا میں معمولاً ایسا ہوتا ہے۔

حررہٗ الاحقر **محمد حسین الغروی نائینی**

مہر

۵ ربیع الاول ۱۳۴۵ ہجری

(دیگر مراجع کرام اور علمائے اعلام کے فتاویٰ اور نظریات) مندرجہ ذیل جن مراجع اور علماء نے آیت اللہ العظمیٰ نائینی قدس سرہ الشریف کے مندرجہ بالا فتاویٰ پر اپنی توثیق وتصدیق فرمائی ان کے فتاویٰ بھی پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) آیت اللہ العظمیٰ سیّد عبدالہادی شیرازی قدس سرہ۔

آیت اللہ العظمیٰ نائینی کے مندرجہ بالا تمام جوابات وفتاویٰ میری نظر میں صحیح و درست ہیں۔

الاحقر **سیّد عبدالہادی شیرازی**

(۲) آیت اللہ العظمیٰ السید محسن الحکیم طباطبائی طاب ثراہ

استاد علام حضرت آیت اللہ العظمیٰ نائینی کے تمام ارشادات نہایت آشکار اور روشن ہیں لہٰذا مزید اس کی موافقت میں فتویٰ دینے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اس قسم کے سوالات بعض ایسے اعمال کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں جو عزاداری سید الشہداؑ کے منافی ہوتے ہیں لہٰذا مومنین اس امر کی کوشش کریں کہ عزاداری جیسا مقدس امر ایسے امور سے پاک ومبرا رہے جو حسینی مقاصد کے برخلاف ہیں۔ نیز ایسے امور کی بجاآوری میں تیزی لائی جائے جن سے گریہ خیز مناظر ظہور پذیر ہوں اور شدت گریہ میں اضافے کا باعث ہوں۔

وما توفیقی الا باللّٰہ توکلت علیہ والیہ انیب

محسن الحکیم الطباطبائی

۲ محرم الحرام ۱۳۶۱ ہجری

(۳) حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید ابوالقاسم الخوئی قدس سرہ الشریف۔

وہ امور جو استاد علام حضرت آیت اللہ العظمیٰ نائینی نے اہلِ بصرہ کے سوالات کے جواب میں تحریر فرمائے ہیں صحیح ہیں اور ان پر عمل جائز ہے اور میں خداوند

متعال سے التجا کرتا ہوں کہ تمام مومنین واہلِ تشیع شعائرِ دینی کی تعظیم کریں اور محرمات سے پرہیز کریں انھیں اللہ تعالیٰ اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔

الاحقر ابوالقاسم الموسوی الخوئی

(۴) آیت اللہ العظمیٰ السید محمود شاہرودی (قدس سرہ)

حضرت آیت اللہ العظمیٰ نائنی قدس سرہ کے وہ جوابات جوانھوں نے اہلِ بصرہ کے سوالات کے سلسلے میں تحریر فرمائے ہیں میری نظر میں صحیح ودرست ہیں۔ میں بارگاہِ خداوندِ متعال میں ملتجی ہوں کہ وہ مجھے اور تمام مومنین کو مذہب امامیہ کے شعائر کو قائم کرنے اور رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور اُمید کرتا ہوں کہ قوم شیعہ اور خصوصاً اس کا نوجوان طبقہ اپنی فعالیت سے مراسمِ عزاداری کو تمام محرمات سے پاک ومبرا رکھیں گے جو مذہب تشیع کی تضحیک کا سبب بنتے ہیں۔ میں خداوند متعال سے اس سلسلے میں ہر ایک نوجوان کے لیے توفیق کا خواہاں ہوں۔

السید محمود حسینی شاہرودی

مہر

۳۰ رذی الحجۃ الحرام ۱۳۶۶ ہجری

(۵) آیت اللہ الشیخ محمد حسن ابن شیخ محمد مظفر

حضرت آیت اللہ العظمیٰ نائنی نے جو فرمایا ہے صحیح ہے اور ان میں کسی طرح کا اشکار نہیں ہے۔ پروردگار عالم ہم سب کو توفیق مرحمت فرمائے۔

الاحقر محمد حسن ابن شیخ محمد مظفر

(۶) آیت اللہ العظمیٰ محمد کاظم شیرازی۔

حضرت آیت اللہ العظمیٰ نائنی کے تمام فتاویٰ صحیح ہیں۔

محمد کاظم شیرازی

(۷) حضرت آیت اللہ سید جمال الدین الگلپائگانی

آپ کے فتاویٰ درست اور صحیح ہیں اور میرے نظریات کے مطابق ہیں۔

جمال الدین الموسوی الگلپائگانی

(۸) حضرت آیت اللہ محمد حسین آل کاشف الغطاء۔

حضرت آیت اللہ العظمیٰ نائنی کے فتاویٰ میں جو بھی مذکور ہے درست ہے۔

الاحقر محمد حسین آل کاشف الغطاء

(۹) آیت اللہ حسین الموسوی الحمامی۔

میرے استاذ نے اپنے فتاویٰ میں جو کچھ فرمایا ہے وہ درست اور صحیح ہے۔

الاحقر حسین الموسوی الحمامی

(۱۰) حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید عبدالاعلیٰ سبزواری۔

بہترین اور اہم ترین ذریعہ نجات اور خداوند متعال سے توسل اور قربت کا بہترین سبب حسینی شعائر کو زندہ رکھنا ہے اور ان کے احترام کا قائل ہونا ہے اور انھیں ہمیشہ قائم رکھنا ہے۔

الاحقر السید عبدالاعلیٰ الموسوی سبزواری

(۱۱) حضرت آیت اللہ العظمیٰ الحاج سید محمد جواد الطباطبائی تبریزی۔

دورِ حاضر میں اس قسم کے سوالات کی تکرار کی وجہ واضح اور روشن ہے اس لیے کہ مخالفین اسلام وتشیع یہ جان گئے ہیں کہ عزاداریٔ سید الشہداءؑ سے اسلام کی عظمت آشکار اور دینی احکام ومقاصد کی پائیداری ہوتی ہے اس لیے وہ اس کے خلاف مورچہ بندی میں لگے ہوئے ہیں لیکن ہرگز وہ اپنے ناپاک عزائم اور ارادوں میں کامیاب نہیں ہوسکتے کہ ان کے ناپاک عزائم سے یہ تحریک دب جائے۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ ان کے بے محل اعتراضات اور حقائق کے خلاف پروپیگنڈے سب بے سود ہیں۔ مجھ سے پہلے بھی ماسلف کے مراجع کرام سے اس قسم کے مسائل پوچھے گئے انھوں نے بھی اپنے آشکار وروشن جوابات کے ذریعے اس قسم کے امور کو مراسم عزاداری میں جائز اور مباح قرار دیا ہے۔ جو کہ مسلسل طبع بھی ہوتے رہے ہیں۔ ہمارے ان بزرگوں کی یہ روش اس حقیقت کو آشکار کرتی ہے کہ حسینی شعائر کی تعظیم واجب اور ضروری ہے اور میں بھی ان امور کی تاکید کرتا ہوں اور اس امر میں اپنے بزرگوں کا موافق ہوں اور میرے نزدیک بھی سید الشہداءؑ کی محبت میں حسینؑ حسینؑ کہہ کر آگ پر چلنا جائز ہے۔ اگر اس کا ضرر باعث ہلاکت نہ ہو۔ لہٰذا بدعقل وبدنہاد دشمنوں کی باتوں پر بالکل توجہ نہ دی جائے جو بزرگ مراجع کرام کے نظریات کے سراسر مخالف ہیں۔ خداوند متعال بحق محمدؐ وآلِ محمد علیہم السلام تمام مومنین کو شائستہ اور مناسب اعمال کی توفیق کرامت فرمائے۔

الاحقر محمد جواد الطباطبائی تبریزی

(۱۲) آیت اللہ الشیخ محمد رضا طبسی۔

قال اللّٰہ (ومن یعظم شعائر اللّٰہ فانھا من تقویٰ القلوب)

اس خداوندی حکم کے تحت الٰہی شعائر کا قائم رکھنا مستحب اور جائز ہے۔ رونے اور رُلانے کے اسباب وذرائع ہی شعائرِ حسینی کو زندہ رکھنے میں مدد ومعاون ثابت ہوتے ہیں لہٰذا ایسے اعمال کا شمار مذہب کا جزء ہیں اس کے مقابل میں ایک دوسرا نظریہ پیدا ہوا ہے جو مخالفین کا ہے اور وہ انتہائی کمزور اور بے محل ثابت ہوا ہے۔ جس کے پسِ پشت سمرہ ابن جندب سے مروی ایک ضعیف روایت ہے۔ کتب رجال سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ شخص کافر وملحد ہو چکا تھا اور بنی اُمیہ کے نمک خواروں میں زندگی بسر کرتا تھا اور عبید اللہ ابن زیاد کے خاص حامیوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس نے کوفہ اور میدانِ کربلا میں بہت سے لوگوں کو امام حسین علیہ السلام سے براہِ راست دوبدو جنگ کرنے پر وادار اور آمادہ کیا تھا نیز یہ شخص ان چھ افراد میں سے ایک تھا جنھوں نے بصرے میں آٹھ ہزار شیعوں کا قتل عام کیا تھا۔ اس مسئلہ کی تفصیل اس فتوے میں دیکھی جاسکتی ہے جسے حضرت آیت اللہ العظمیٰ نائنی قدس سرہٗ نے اہلِ بصرہ کے مسائل کے جواب میں تحریر فرمائی ہے اور جس کی تمام بزرگ علماء ومراجع (جو آپ کے شاگرد بھی تھے) نے موافقت فرمائی ہے۔ خداوندِ عالم ہم سب کو تبلیغ وترویج دین ومذہب اور نشر علوم وآثار محمد وآل محمد علیہم السلام کی توفیق مرحمیت فرمائے۔ والسلام

محمد رضا طبسی نجفی

۱۷/ربیع الاوّل ۱۳۸۴ ہجری

(۱۳) اب ہم اس جگہ حضرت آیت اللہ العظمیٰ شاہرودی قدس سرہٗ سے پوچھے گئے مسئلے اور اس کے جواب کو تحریر کر رہے ہیں۔

سوال: عراق و ایران میں زنجیر اور قمع کا ماتم کیا جاتا ہے اور ہندوستان میں تو اس کے علاوہ ماتم کرتے ہوئے آگ کے انگاروں پر چلتے ہیں۔ اس قسم کے اعمال کا عزاداری سید الشہداء علیہم السلام میں بجا لانا آپ کی نظر میں کیسا ہے اپنا نظریۂ مبارک تحریر فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیے۔

جواب: اگر ایک شخص زنجیر اور قمع کا ماتم کرتا ہے اور اس کے نقصانات سے خوب واقف ہے چنانچہ اسے ماتم کوئی جانی اور بدنی ضرر نہیں پہنچاتا ہے تو میری نظر میں یہ درست اور صحیح ہے اور آگ پر ماتم کرنے اور کالے کپڑے پہننے میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے یہ تمام امور درست ہیں۔

السیّد محمود الحسینی الشاہرودی

(۱۴) حضرت آیت اللہ حسن صافی اصفہانی قدس اللہ سرہٗ الشریف۔

الحمدللہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد و آل الطیبین الطاھرین۔ بڑے ہی تعجب کی بات ہے کہ شیعیان اہلبیت اور پیروان مذہب حق کی جانب سے مراسمِ عزاداری اور شعائر حسینی کی تعظیم کے سلسلے اور ذیل میں اس طرح کے مسائل پوچھے جاتے ہیں اور سوالات اُٹھائے جاتے ہیں اور ان کے جوابات مراجع کرام سے طلب کئے جاتے ہیں۔ یقیناً یہ بات روشن اور واضح ہے کہ یہ سب اعتراضات مخالفین اسلام کی ریشہ دوانیوں کا ایک جز اور حصہ ہیں ورنہ کون شیعہ

ایسا ہے جو ان شعائر کی عظمت کا قائل نہیں ہے لہٰذا مراسم عزا برپا کرنا، آنسو بہانا، سرو سینہ پیٹنا، گریبان زدہ ہونا اور ماتمی دستوں میں شامل ہونا۔ مداحانِ اہلبیتؑ کی خوب خوب پذیرائی کرنا میری نظر میں درست بلکہ مستحب ہے اور یقیناً جو شیعہ ہے وہ ایسا ہی کرتا ہے جیسا کہ معصوم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ شِیْعَتُنَا مِنَّا خُلِقُوْ من فاضل طینتنا یفرحون لفرحنا ویحزنون لحزننا۔

ترجمہ حدیث۔ ہمارے شیعہ ہم سے ہیں وہ سب ہماری فاضل طینت سے خلق کئے گئے ہیں جب ہم مسرور ہوتے ہیں تو وہ بھی مسرور ہوتے ہیں اور جب ہم محزون ہوتے ہیں تو وہ بھی محزون ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ یعنی محبّ اہلبیتؑ اور اس کی محبت و ولایت ہی ان سوالوں کا جواب ہے۔ ماضی میں بھی بزرگ مراجع و مشہور فقہاء مثل محقق نائنی وغیرہ نے ان سوالوں کے جواب دیئے ہیں (اللہ ان سب سے راضی ہے) خداوند بزرگ اہلبیت علیہم السلام کے تمام چاہنے والوں کو دشمنانِ اسلام کی بے ہودہ گوئی اور غلط پروپیگنڈے سے محفوظ و مامون رکھے۔ والسلام۔ علی اخواننا المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حسن صافی اصفہانی

مہر

یکم ذی الحجۃ الحرام سال ۱۴۱۴ھ

حجۃ الاسلام شیخ عبدالرسول صاحب جواہر کا جواب۔

جو عمل بھی امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کے سلسلے میں رونے اور رُلانے

کے لئے انجام دیا جائے "خواہ کسی بھی انداز سے ہو" بشرطیکہ باعث ہلاکت نہ ہو جائز اور شرعاً رائج ہے۔

مگر کیا امام حسین علیہ السلام نے اپنی پھوپھی اُمِ ہانی کو اہلبیتؑ کی قتل گاہ نہیں دکھائی؟

پس واضح ہے کہ تمام چیزوں کا حکم ایسی ہی مثالوں سے لیا جا سکتا ہے۔

خداوند عالم سے تمام عزاداروں کے لئے اجرِ جمیل اور بہترین جزاء کا خواستگار ہوں۔لیکن ساتھ ہی تمام سوگواران امام حسینؑ واہلبیت علیہم السلام پر ضروری ہے کہ نماز کو اہمیت دیں جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے بھی دشمن سے نمازِ ظہر کے لئے مہلت مانگی تھی اور اس ہولناک منظر میں بھی نماز کو ادا کیا جبکہ آپ کے دائیں او ربائیں دونوں جانب سے تیر برس رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے کچھ اصحاب باوفا بھی اس عالم میں شہید ہو گئے (پس لازمی ہے کہ عزاداری کے ساتھ ساتھ نماز کو بھی قائم رکھیں)۔

شیخ عبدالرسول صاحب جواہرالکلام

۱۸رصفر۱۳۸۴ھ ق

مہر

حضرت آیۃ اللہ سیّد مرتضیٰ فیروز آبادی کا جواب۔

امابعد۔ ۱۶رصفر الخیر ۱۳۸۴ھ کو حقیر (میرے پاس) کے پاس ایک خط پہنچا جو کہ شعائرِ حسینی کے سلسلے میں مختلف سوالات پر مشتمل تھا مثلاً سینہ زنی، قمعہ لگانا، زنجیر

مارنا، ڈھول تاشہ بجانا اور آگ میں جانا" جو کہ اکثر مقامات (ایشیا وافریقہ) میں معمولاً ہوتا ہے چوں کہ آپ لوگوں کی خواہش یہ تھی کہ ان سوالوں کے جواب تفصیلی اور وضاحت کے ساتھ دیئے جائیں لہٰذا اب آپ حضرات میرے جواب پر توجہ فرمائیں۔

"امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں اپنے چہرے اور سینے پر ہاتھ مارنا بلکہ گریبان چاک کرنا بہ مطابق ارشادِ امام جعفر صادق علیہ السلام ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے جو کہ "وسائل الشیعہ" باب ۳۱ (ایلاء) میں درج ہے اور وہ روایت خالد بن سدیر سے "جو کہ حسان بن سدید کا بھائی ہے"، نقل کی گئی ہے اس روایت میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے حدیث کے آخر میں اس طرح فرمایا ہے:

"سیدانیوں نے واقعہ کربلا میں گریبان چاک کر ڈالے اور عزائے امام حسین علیہ السلام میں اپنے چہروں کو زخمی کر ڈالا"

یقیناً ایسی مصیبت میں گریبان چاک کر دینا چاہیے۔"

اس روایت کی تائید امام زمانہؑ کے اس جملہ سے بھی ہوتی ہے جو آپ نے زیارت ناحیہ میں ان الفاظ میں ادا فرمائے۔

"جب مخدرات عصمت وطہارت نے روزِ عاشورا آپ کے ذوالجناح کو اس حال میں دیکھا تو خیمہ سے باہر نکل آئیں، اپنے بالوں کو بکھرا دیا اور منہ پر طمانچے مارنا شروع کر دیا۔"

صاحبِ جواہر اپنی کتاب (جواہرالکلام) میں لکھتے ہیں کہ سیدانیوں کا یہ عمل

۴ تواتر سے ثابت ہے اور گریبان چاک کرنے وسینہ پر ہاتھ مارنے کے جائز ہونے میں اس عمل سے تمسک کیا جاسکتا ہے۔

(۱) گریبان چاک کرنا، طمانچے مارنا، گریہ وزاری کے ضروریات میں سے ہیں اگرچہ عام مرنے والوں پر یہ حالت بنانا حرام یا مکروہ ہے لیکن امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں یہ عمل مستثنیٰ ہے جیسا کہ اس حقیقت کا علم امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس روایت حسنہ سے ہوتا ہے جس کو معاویہ بن وہب سے وسائل الشیعہ باب دفن ص ۱۸۷ اور باب مستحبات گریہ برائے امام مظلومؑ اور ابواب مزار میں نقل کیا گیا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ رونا اور منہ نوچنا یا طمانچے مارنا کسی بھی مصیبت میں مکروہ ہے مگر امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر آہ وزاری کرنا مکروہ نہیں ہے۔

(۲) سینہ زنی اور اس قسم کے دوسرے امور ایسے ہیں کہ جنھیں برسوں سے شیعہ انجام دیتے ہیں اور علماء کرام وفقہائے متقدمین ومتاخرین بھی اس روش پر قائم ہیں ہرگز یہ نہیں سُنا گیا اور نہ سُنا جاسکتا ہے کہ کسی نے اس عمل سے انکار کیا ہے اور بالفرض اگر کسی شخص نے کبھی شک یا کج فکری کی بنا پر منع بھی کر دیا تو ایسا بہت کم واقع ہوا بلکہ نہ ہونے کے مترادف ہے اور اہمیت دینے کے قابل نہیں۔

خلاصہ یہ کہ جو شخص اس زمانہ میں عزائے حسین علیہ السلام کے جائز بلکہ راجح ومستحب ہونے پر بحث وشک کرے یا تو وہ عقل سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے یا اس

کے ذہن میں خلل واقع ہو گیا ہے اور یا اس کے نسب میں کوئی خرابی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہاں تک جو بیان ہوا اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ زنجیری ماتم اور گریہ وزاری امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر ان مسائل سے ہے جن کا حکم جداگانہ ہے اور اس کے جواز ورجحان میں کسی کو شک نہ ہونا چاہیے۔ البتہ قمع لگانے میں بھی جب کہ باعث ضرر نہ ہو کوئی اشکال نہیں ہے جیسا کہ بنت علیؑ حضرت زینب کبریٰ صلوات اللہ علیہا کا عمل مشہور اور ناقابلِ انکار ہے کہ آپ نے بھائی کے غم میں پیشانی کو چوب محمل سے ٹکرا دیا اور خون جاری ہو گیا۔ نیز قمع زنی شرائط مذکور کے ساتھ بغیر کسی دلیل کے حرام نہیں ہو سکتی ہے بالفرض اگر شک ہو کہ قمعہ لگانا با این شرائط حرام ہے یا حلال تو اصل حلیت (یعنی جواز) غالب ہو گی اور جان کی ہلاکت کا تو ہم وگمان قمع کے متعلق مکمل طور پر بے محل اور باطل ہے۔ نیز اگر اتنی مقدار میں خون جاری ہو جائے کہ سر وصورت رنگین ہو جائے تب بھی میری نظر میں بعید نہیں ہے کہ یہ عمل رجحان رکھتا ہے اور ایک طرح سے امور تعزیت وسوگواری میں شمار ہوگا اور اب بھی اگر کوئی شخص ان امور کے جائز ہونے میں مناقشہ اور جھگڑا کرے تو یقیناً وہ صاحبانِ غرض اور ذہنی مریضوں میں سے ہے (خدا اس کی بیماری میں اضافہ فرمائے) اسی طرح ڈھول، تاشہ اور نقارہ بجانا بھی ان امور میں سے ہے کہ جس کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اس لیے کہ ہمارے زمانے میں ان چیزوں کا مراسم عزاء میں شمار بہ عنوان لعو ولعب نہیں ہوتا تھا کہ حرام ہو بلکہ لوگوں کو دعوت دینے کے لیے اور آج بھی اسی عنوان سے رائج ہے لہٰذا

یہ ساری چیزیں جائز ہیں۔ آگ پر ماتم کرنا بھی ایسے ہی امور میں سے ہے کہ جس کے جواز میں شک نہیں کیا جا سکتا اور اس کے مباح ہونے پر یہی کافی ہے کہ اس کی حرمت پر دلیل نہیں ہے اور نہ یہ عمل بدعت و تشریع ہے پس کلی طور پر یہ امور جائز ہیں۔

سیّد مرتضیٰ فیروز آبادی

۱۸ رصفر الخیر ۱۳۸۴ھ

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد حسینی شیرازی دام ظلہ العالی کے جوابات۔

سوال: شعائر حسینی کے متعلق حضرت عالی کا نظریہ کیا ہے۔ آپ کے نزدیک جائز ہیں یا واجب یا حرام؟ اور کیا اس صورت میں بھی یہ مراسم جائز اور راجح ہیں جب کہ ایک گروہ کے نزدیک قابلِ تمسخر ہوں۔ مہربانی فرما کر اپنی رائے سے آگاہ کریں؟ بغداد ۶۵/۷/۵ (عباس ہادی)

جواب: مراسم عزا جس انداز سے بھی انجام دیئے جائیں جائز اور راجح و موجب اجر و ثواب ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔ بشرطیکہ باعث ہلاکت یا کسی عضو کے بیکار ہونے کا سبب نہ ہو کہ ہر دو صورت شریعت میں حرام ہے لیکن اگر ضرر اتنا ہو کہ منتہی بہ ہلاکت و نابودی نہ ہو تو حکم (یعنی جواز) کے تبدیل ہونے کا سبب نہیں ہوگا اسی طرح احکامِ شرعیہ کے مذاق اُڑانے سے کوئی حکم تبدیل نہیں ہو سکتا اور جواز میں فرق نہیں پڑتا۔

محمد بن المہدی الحسینی الشیرازی

کربلا المقدسہ

حضرت آقائی خوانساری کی رائے۔

سوال: مراسم عزاء کے قیام اور حضرت آیۃ اللہ نائنی (قدس سرہ) کے فتوے کے متعلق جناب عالی کی کیا رائے ہے۔

جواب: مراسم عزا کا قائم کرنا ایک ایسا موضوع ہے کہ جو روزِ روشن کی طرح واضح ہے اور اس طرح ہے جیسے بیچ آسمان میں سورج چمکے نیز اس سلسلے میں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سیّد احمد خوانساری

حجۃ الاسلام شیخ محمد علی سیبویہ کا جواب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس قسم کے تمام امور (یعنی مراسمِ عزاداری امام حسین علیہ السلام) جائز ہیں اور شعائر خدا کی تعظیم کے مصداق ہیں بشرطیکہ موجب ہلاکت نہ ہوں۔

الاحقر محمد علی سیبویہ الحائری

حضرت آیۃ اللہ شیخ جعفر کاشف الغطاء فرماتے ہیں:

ایسے بہت سے اعمال ہیں جو شرعی شمار ہوتے ہیں مگر ان کے جائز یا شرعی ہونے پر کوئی دلیل خاص نہیں ملتی پس ایسی صورت میں دلیل عام سے تمسک کرنا چاہیے۔ اسی طرح ان اعمال کے جائز ہونے میں بھی مقصود دلیل عام سے تمسک کرنا ہے نہ دلیل خاص......

اس کے بعد آپ نے فرمایا "اور وہ اعمال جو سرکار سید الشہدا حضرت امام

حسین علیہ السلام کی عزاداری میں انجام دیئے جاتے ہیں مثال کے طور پر ماتم کرنا، گریہ کرنا، شبیہ بنانا، جلوسوں میں ڈھول، تاشہ ونقارہ بجانا کہ جس سے غم واندوہ میں اضافہ ہوتا'' ازلحاظ حکم شرع کوئی اشکال نہیں ہے، بلکہ اس کے مستحب اور راجح ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔

مہر مبارک

حضرت آیۃ اللہ ممقانی نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔

ان امور میں شک وشبہ کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ اگر کوئی فقیہہ جس نے اپنی ساری عمر فقہ حاصل کرنے میں صرف کی ہو اور اس راہ میں مصیبت و پریشانی اُٹھائی ہو شعائر حسینی کے متعلق وجوب کفائی کا فتویٰ دے تو جائز نہیں ہے کہ کوئی اُسے خطاوار کہے وہ بھی ایسے زمانے میں جب کہ غیروں نے یہ مضبوط ارادہ کرلیا ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو نورِ اہلبیتؑ کو بجھادیں اور ہر طرف خاندان رسولؐ پر حملہ آور ہیں۔

شعائر حسینی ہی ہیں کہ جن کے ذریعہ بہت سے غیر مسلم حضرات ہدایت پاتے ہیں اور ان مراسم کی بقاء میں مسلمانوں کے ساتھ دامے درمے شریک بھی رہتے ہیں بلکہ ہندوستان کے اکثر علاقوں میں یہ رائج ہے کہ آگ روشن کر کے اس پر سبز لباس (جو جناب قاسم سے منسوب ہے) پہن کر ماتم کرتے ہیں اور ذرہ برابر آگ ان پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ ''یقیناً یہ اعمال تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہیں۔'' پروردگار عالم ان تمام لوگوں کو جو عزاداری برپا کرتے ہیں اور اپنے کو غمِ امام حسینؑ میں فنا کر دیتے ہیں اجرِ جمیل عطا کرے۔

(دستخط ممقانی)

حضرت آیۃ اللہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء اپنی کتاب آیات بینات میں فرماتے ہیں۔

مصیبت میں سر و سینہ پیٹنا اور گریہ کرنا اگرچہ مصیبت کتنی ہی بڑی ہو ناپسندیدہ ہے لیکن صادق آل محمد علیہ السلام نے حدیث معتبر میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

''ہر قسم کا رونا پیٹنا مکروہ ہے سوائے امام حسین علیہ السلام کے غم میں'' اسی طرح اپنا گریبان چاک کرنا میت کے لئے اور اپنے چہرہ کو نوچنا حرام ہے لیکن بعض امام جعفر صادق علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام اور ان جیسی شخصیتوں کے لئے گریبان چاک کرنا چاہیئے اور چہرے کو نوچنا چاہیئے، سر و سینہ پیٹنا چاہیے، جیسا کہ حضرت حجتہؑ زیارت ناحیہ میں فرماتے ہیں کہ اے جد بزرگوار میں صبح وشام آپ پر روتا ہوں اور آنسوؤں کے بجائے خون روتا ہوں۔

جیسا کہ آپ کے جد نامدار امام زین العابدین علیہ السلام بھی اسی طرح روتے رہتے تھے۔ علامہ مجلسیؒ کی نقل کردہ بعض روایات کے مطابق حضرت سید سجاد علیہ السلام کے نزدیک کاسۂ آب لایا جاتا تھا تو وہ آنسوؤں سے بھر جاتا اور اس عظیم واقعہ کی یاد میں برابر گریہ فرماتے رہتے۔

خدا کی قسم عزاداری خدا کی رحمت کا کشادہ دروازہ ہے اور نجات کی کشتی ہے جو ہلاکت سے بچاتی ہے۔

(مہر مبارک)

ایران کے بعض معزز حضرات نے حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ محسن الحکیم (قدس سرہ) سے دریافت کیا۔

سوال : ہند و پاک میں ایامِ عزا میں حسین بن علی علیہما السلام اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی مصیبت میں عموماً رائج ہے کہ اپنے سینوں کو زخمی کر لیتے ہیں اور قمع لگاتے ہیں، زنجیر مارتے ہیں اور ننگے پیر آگ پر چلتے ہیں۔ یہ تمام امورِ دین کی تبلیغ وتقویت اور ایمان کے پھلنے پھولنے ور ہبرانِ اسلام سے محبت کا ذریعہ ہوتے ہیں اگر یہ امور انجام نہ دیئے جائیں تو بے دینی بڑھ سکتی ہے۔ کیا اس صورت میں سینہ زنی، زنجیر زنی اور آگ پر ماتم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : اگر جان کا خوف نہ ہو تو بہ عنوان عزاداری ان امور کی حفاظت ضروری ہے۔

(مہر مبارک)

شعائر حسینی کے سلسلے میں حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد صادق روحانی دام ظلہ کا ارشاد۔

تمام تعریف اس خدا کی جو مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے اور درود و سلام اس نبی برحق پر جو تمام مخلوقات سے افضل اور اس کی اولاد پاک پر اور تا قیامت ان کے دشمنوں پر لعنت ہو۔

امابعد۔ مراسم عزاداری، شعائر حسینی اور مذہبی رسوم یا وہ تمام چیزیں جو ان سے متعلق ہیں ان کے بارے میں بہت زیادہ سوالات کئے گئے ہیں مثال کے طور پر انجمنوں کی صورت میں علم اور مشعلوں کے ساتھ سڑکوں اور گلیوں میں نکلنا، مومنین کا سر و سینہ پیٹنا، پشت پر زنجیر مارنا، ڈھول، تاشہ، قمع لگانا اور اس قسم کے بہت سے امور جنھیں حضرات شیعہ عزاداری امام مظلومؑ کے سلسلہ میں انجام دیتے ہیں اور اس سے

بہرہ مند ہوتے ہیں۔

قبل اس کے کہ اس سلسلے میں جواب دیا جائے ابتدا میں چند چیزوں کا ذکر کر دینا ضروری ہے۔

(۱) اس میں کوئی شک نہیں کہ سردار جوانانِ جنت اور تمام ان انسانوں کے راہبر جو ظلم کے سامنے سر نہیں جھکاتے'' کا قیام اور انقلاب (یعنی حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السلام کی قربانی) دین کے زندہ کرنے کا سبب بنی جب کہ اسلام کمزور اور مٹ چکا تھا اگر آپ نے قیام نہ کیا ہوتا تو اسلام کے نام کے سوا اور قرآن کی لفظی تحریر کے علاوہ کچھ باقی نہ رہتا۔ اسی وجہ سے بزرگوں نے کہا ہے کہ اسلام کا ظاہر اور حادث ہونا محمد مصطفیٰؐ کی طرف منسوب ہے اور اس کی بقا پائیداری امام حسینؑ کی طرف منسوب ہے (محمدی الحدوث حسینی البقاء) پس اس بنا پر عزاداری امام حسین علیہ السلام کا برپا کرنا اور اس کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینا مسلمانوں کے لئے عملی تربیت گاہ ہے۔ ان لوگوں کے مقابل میں جو بدعتی اور دشمنانِ دین حق ہیں اگر ذرہ برابر انھیں موقع ملے تو احکام خدا کو بدل ڈالیں اور سنت رسول کو تبدیل کر دیں۔ مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ اس سے روگردانی اور بے توجہی نہ کریں۔ عزاداری ظلم و جور کو ختم کرنے اور ستم گروں کے ستم کو نابود کرنے میں بہت موثر ہے۔ یہ ایک واضح بات ہے اور شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ یقینی تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ جس زمانے میں یہ عمل ترک کر دیا گیا حتماً اس دور کی شیعیت اور دین کو ضعف و کمزوری لاحق ہوئی اور جس

زمانے میں اس پر عمل ہوا جامعۂ بشری کی اصلاح ہوئی اور عزت ملی۔ لوگوں کے لئے نیکیوں کی علامتیں روشن ہوگئیں۔

(۲) یہ قربانیاں مسلمانانِ عالم کی بیداری اور دین کی تقویت کا سبب ہوئیں اسی لئے بزرگوں نے مجالس عزائے حسینؑ اور تعزیہ داری کو برقرار کر کے اس کی روشنی میں مسلمانوں کی تربیت کا کام انجام دیا (وہ لوگ مادہ پرست اور فریب خوردہ ہیں جو کہتے ہیں کہ مجلسوں، محفلوں اور مذہبی اجتماعات کا کوئی فائدہ نہیں اور قوم اس سے انحطاط کی طرف جاتی ہے ایسے افراد دین و مذہب کے لئے سمِ قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مترجم) اسی طرح اسلام کے دشمن بھی کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے اسلام کو نابود کرنے اور شعائر حسینی کو مٹانے کے لئے فکر کر رہے ہیں کیوں کہ انھوں نے دیکھ لیا ہے کہ اس عزاداری کا ثمرہ دین اسلام خصوصاً تشیع کی حفاظت کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ اسی لئے ان لوگوں نے مختلف طریقوں اور وسیلوں سے مراسمِ عزاداری کو ختم کرنے کا تہیہ کر لیا اور وہ لزوم و وجوب جو مسلمانوں کے دلوں میں عزائے حسینی کی طرف سے ہے اور جس کے ذریعے وہ ہدایت حاصل کرتے ہیں'' اسے مٹانے کے لئے غیر مناسب اعتراضات اور کمزور دلائل اس سلسلے میں تراش لئے اور ایسے سوالات کا انبار لگا دیا کہ جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں سوائے اس کے کہ کمزور عقیدہ و ایمان والوں کو مغالطے میں ڈال کر گمراہ کرنا مقصود تھا۔

(۳) درحقیقت دو صدی قبل جب اہلِ یورپ نے مشرقی ممالک اور اسلامی حکومتوں خصوصاً ایران پر اپنا پنجہ جمایا۔ وہ یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ جب تک مسلمان احکامِ اسلامی پر عمل پیرا ہے، اس کی تعلیمات کا مطیع ہے، امام حسین علیہ السلام کی قربانیوں کے زیرِ سایہ قدم رنجا ہے ہرگز اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور آقائی نصیب میں نہیں آ سکتی، جس کا اعتراف خود برطانیہ کے سب سے پہلے وزیر اعظم (گل ڈسٹن) نے صریحاً اس وقت کیا جب کہ اُس نے تمام سیاسی پارٹیوں کی تشکیل کی اور ان میں سے بعض کو مذہبی رنگ دیا تا کہ لوگوں کے دلوں پر زیادہ اثر انداز ہو، ان میں سے اکثر سیاسی جماعتوں کو مسلمانوں کے شہروں میں روانہ کیا جن میں بعض جماعتوں کی ذمہ داری صرف شعائر حسینی اور مراسم عزاء سے مقابلہ کرنا تھا اس لئے کہ یہ عزاداری ہی مذہب جعفری کی تقویت، اسلام دشمن طاقتوں کو خاک میں ملانے اور تمام شیعوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کا واحد ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعہ افرادِ قوم کے دل ایک دوسرے کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ اب جب کہ یہ مقدمات اور ابتدائی باتیں آپ پر روشن ہوگئیں۔ یہ امر بالکل روشن ہو جاتا ہے کہ اس زمانے میں ''جب کہ دشمنانِ دین کمین گاہوں میں اس تاک میں بیٹھے ہیں کہ عزاداری کے روشن چراغ کو اپنی ناپاک پھوکوں سے بجھا ڈالیں۔ شعائر حسینی اور انجمنوں کا عزاداری میں حصہ لینا بشرطیکہ فعل حرام سے خالی ہو واجب اور لازم ہے اور ہر مسلمان

کے لئے ضروری ہے کہ اس کی بقاء اور دوام کے سلسلے میں کوشش کرتا رہے البتہ وہ سوالات جو مجھ سے کئے گئے ہیں ان کے جوابات حاضر خدمت ہیں۔

(۱) ماتمی انجمنوں کا مشعلوں اور علم کے ساتھ سڑکوں اور گلیوں میں نکلنے سے کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ فعل رجحان رکھتا ہے اور یہ امور تمام دیگر وسیلوں میں ایک وسیلہ اور نجات کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

(۲) سر و سینہ پیٹنا، گریبان چاک کرنا و چہرے پر کھروچ لگانے میں اس حد تک کہ چہرہ سرخ یا سیاہ ہو جائے کوئی اشکال نہیں بلکہ اگر خون بھی جاری ہو جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح پشت پر زنجیر مارنا بھی مورد اشکال نہیں ہے بلکہ ان کاموں کے رجحان میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں ہے جب کہ امام صادق علیہ السلام سے یہ حدیث نقل ہو چکی ہے کہ حسینؑ مظلوم جیسے شہید پر ضروری ہے کہ گریبان چاک ہوں او رمنہ پر طمانچے مارے جائیں۔

(۳) ڈھول تاشہ کا استعمال بھی اگر اس کے ذریعے عزاداری کا قیام اور لوگوں کو دعوت دینا و متوجہ کرنا مقصود ہو جیسا کہ عرب کے جلوسوں میں ہوتا ہے، جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور یہ چیزیں امام حسین علیہ السلام کی طرف بلانے کا ایک ذریعہ ہیں۔

(۴) قمع یا خنجر مارنا سر پر اور خون بہانا امامِ مظلومؑ کے غم میں اگر ہلاکت یا

اعضائے انسانی میں سے کسی عضو کے بے کار ہونے کا سبب نہ ہو تو جائز و راجح ہے اور ان کا شمار ان مراسمِ دینی و حسینی میں ہوتا ہے کہ جن کی تعظیم ہم سب پر لازمی ہے۔

محمد صادق الحسینی الروحانی

مہر مبارک

۸ر صفر ۱۳۹۷ھ

آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی سیّد محمد وحیدی مدظلہ العالی کا عزاداری امام حسین علیہ السلام کے متعلق ارشاد۔

وہ شعائر اور مراسم جو کہ عزائے سید الشہداء ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام سے مربوط ہیں جیسا کہ ماتمی انجمنوں میں یہ امور متعارف ہیں ان کی تعظیم کرنا مطلوب خدا اور پسندیدہ ہے۔ عمومات احادیث مثلاً (من بکی ادا بکی وتباکی وغیرہ) اس نظریہ کی تائید کرتے ہیں۔

اسی طرح قمع لگانا اور سینہ زنی و زنجیر زنی بھی اگر جان کا نقصان نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ مشہور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ عقیلہ بنی ہاشم حضرت زینب کبریٰ علیہا السلام نے چوب محمل سے سر مبارک کو زخمی کر لیا۔ یہ حدیث ان تمام اعتراضات اور شبہات کو ختم کر دیتی ہے جو کہ قمع زنی یا زنجیر زنی کے متعلق کئے جاتے ہیں اس لئے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ شہزادی صلوات اللہ علیہا کا مقام بھی عصمت سے قریب تر ہے اور ان کا فعل ہمارے لئے حجت ہے۔ (والسلام علی الحسین و علی اولاد

الحسین و علی اصحاب الحسین و علی الذین یقیمون المآتم و مجالس الذکری علیه جمیعاً و رحمة الله و برکاته)

سیّد محمد وحیدی

مہر مبارک

۴؍ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ ق

آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی الحاج سیّد علی فانی (قدس سرہ) اصفہانی نے عزاداری امام مظلوم علیہ السلام کے متعلق یہ فرمایا:

ہم ان مراسم عزاء کو خدا، رسولؐ اور ائمہ اطہارؑ سے نزدیک ہونے کا بہترین وسیلہ جانتے ہیں۔ اس لئے کہ انھیں شعائر دینی اور مراسم کے واسطے سے ائمہ معصومینؑ کے مقاصد زندہ ہوتے ہیں۔ میری مراد شعائر حسینی سے فضائل و مصائب اہلبیتؑ کا ذکر کرنا، مراثی و مجالس کا انعقاد، امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہلبیتؑ و اصحاب کی مصیبت پر رونا، سر و سینہ پیٹنا، ماتمی دستوں کا جلوس کی شکل میں راستوں میں سینہ زنی، زنجیر زنی اور قمع لگانا، آگ پر ماتم کرنا ہے جن سے بہت فوائد وابستہ ہیں منجملہ چند فائدوں کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔

اوّل: رسالت الٰہیہ اور احکام دین کی نشر و اشاعت انھیں مراسم عزاء کی دین ہیں اس لئے کہ ملت جعفریہ سے جو چیز دیکھنے کو ملتی ہے وہ یہ ہے کہ بڑے شوق اور رغبت کے ساتھ مجلسوں میں شرکت کرتے ہیں اور خطیبوں اور ذاکروں سے جس امر کا مشاہدہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ حضرات منبر کو حق کی طرف دعوت دینے، معارف الٰہی

اور مسائل شرعیہ کے نشر کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں اور ایک ایسا راستہ اختیار کرتے ہیں کہ جس کے سبب مومنین اپنے عقائد اور احکام سے روشناس ہوتے ہیں اور ظاہر سی بات ہے کہ جو حضرات ان مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ ان مطالب اور ان باتوں کو جو خطیب بیان کرتا ہے غور سے سنیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

دوم: اگر کوئی شخص حدیثوں پر نظر ڈالے جو ائمہ معصومینؑ سے منقول ہیں تو بغیر کسی شک کے اس امر کی طرف متوجہ ہو جائے گا کہ معصومین علیہم السلام نے اپنے مقاصد کو زندہ کرنے اور بیان کرنے کی طرف لوگوں کو جو تشویق اور ترغیب دلائی ہے تو اس لیے نہیں کہ اپنی شخصیت یا مقام کی بلندی کے خواہش مند ہوں بلکہ اس راستے کے ذریعہ لوگوں کو مقدس شریعت سے آگاہ کرنا مقصود تھا۔ عقائد حقہ اور قرآن کریم سے قریب کرنا مطلوب تھا اور یہ بات مثل آفتاب کے روشن ہے کہ شعائر حسینی معصومین علیہم السلام کے اہداف اور مقاصد کو زندہ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ چاہے سننے والا ہو یا بیان کرنے والا (دونوں کے لئے مراسم عزاء سبب ہدایت ہیں۔ مترجم)

سوم: امام حسین علیہ السلام پر رونا اور رُلانا یا رونے والوں جیسی صورت بنانا ان امور میں سے ہے جس کی تاکید متواتر حدیثوں میں بھی کی گئی ہے اور اس قدر شوق دلایا گیا ہے کہ اگر مکھی کے پر کے برابر بھی آنسو نکل آئیں تو تمام گناہوں کی بخشش کا ذریعہ قرار پا سکتے ہیں۔ واضح سی بات ہے کہ مراسم عزا حسینی وجدانی طور پر دیندار حضرات کو رونے پر آمادہ کر دیتے ہیں۔

چہارم : اس میں کوئی شک نہیں کہ عزاداری امام حسین علیہ السلام پراگندہ صفوں میں وحدت ایجاد کرنے کا کام کرتی ہے اور تمام گروہوں، انجمنوں کو یکجا کرتی ہے۔اس اختلاف کے مقابلہ میں جو دنیاوی سیاست اور اپنے اپنے کلچر و عادتوں کی بنا پر رونما ہوتا ہے۔لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ ملت شیعہ کے درمیان مجالس عزاء اور مراسم عزاداری کے علاوہ اتنے بڑے اجتماعات کرنا ناممکن ہے۔

یقیناً ان رسوم اور اعمال کے ذریعہ گروہ شیعہ اثناء عشری جعفری کی عظمت میں بے حد اضافہ ہوتا ہے اور دشمنوں کو ذلت و رسوائی کے دہانے تک کھینچ لے جاتا ہے کیوں کہ دشمن اپنی عداوت اور کینے کے سبب ہر وقت ملت شیعہ کے مابین مختلف انداز اور طریقوں سے نفاق و افتراق ڈالنے کی تگ و دو میں رہتا ہے جب کہ ذکرِ فضائل امام حسینؑ ائمہ معصومین علیہم السلام اور ان کی یاد لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لے آتی ہے۔یقیناً یہ جلوس عزاء بخشش اور محبت کا ذریعہ ہیں۔

پنجم : واقعہ کربلا کی یاد انسان کے اندر فطری طور پر ظلم وستم سے نفرت، دوری اور پرچم بغاوت بلند کرنے کا سبب بنتی ہے، انسان دنیا کے ظالموں اور ستم گروں سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

ششم : واقعہ کربلا کے خونی منظر کی یاد منانا اور اس کا ذکر کرنے سے انسان کے اندر صبر و استقامت اور آزادی کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے جو شخص بھی اس واقعہ اور اس کے اطراف وجوانب پر دقت سے نظر ڈالے اور مراسم عزاداری کو دیکھے اور فکر

کرے تو خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ کچھ اللہ کے خاص بندوں نے امر الٰہی کے سامنے سر تعظیم خم کر دیا تھا، یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سے لوگ درس وفا و ایثار اور قربانی کا جذبہ لیتے ہیں۔اس کے زیرِ سایہ اپنی زندگی کو اخلاق حسنہ سے آراستہ کرتے ہیں۔

ہفتم : امام حسین علیہ السلام نے خود کو اپنے دوستوں کے ساتھ راہِ خدا میں درجہ شہادت پر پہنچا دیا اور اہلبیتؑ کی اسیری پر راضی رہے۔ان مظالم سے جنایت کاروں نے یہ سوچا تھا کہ دین کا چراغ تو بجھ گیا اور واجبات الٰہیہ کو مٹا دیا لیکن یہی وہ وقت تھا کہ جب انھیں معلوم ہو گیا کہ اس شہادتِ عظمیٰ سے مردہ دین کس طرح زندہ ہو گیا، نماز قائم ہو گئی، زکوٰۃ کی ادائیگی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا عملی طور پر اجراء ہو گیا خلاصہ یہ کہ یادِ امام مظلومؑ عملی طور پر بھی اور قولی طور پر بھی یاد نماز، زکوٰۃ و روزہ و دیگر واجبات ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر عزادارانِ امام مظلوم علیہ السلام و پیروان حق عقل و خرد اور حسن سماعت رکھتے ہوں تو حتماً واجبات کی ادائیگی کے لئے تیز قدم بڑھائیں گے۔

ہشتم : بیشتر احادیث میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ صلۂ کرنا اور ان کے خاطر اموال صرف کرنے میں ثواب کا ذکر ہے اور یہ بات بالکل واضح و روشن ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی یاد خواہ کسی بھی انداز سے منائی جائے محتاجوں اور غریبوں کی مدد کا ذریعہ ہے۔اکثر یہ بات مشاہدوں میں آتی ہے کہ غریب و محتاج شیعہ (بلکہ اکثر انسان) ان مراسم عزاء اور مجلس کے تبرک و اطعام سے اپنی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں اور بہرہ مند ہوتے ہیں۔

اب تک جو بھی میں نے آپ کے سامنے تحریر کیا وہ ان فائدوں میں سے چند فائدے تھے جو شعائر حسینی اور مراسم عزاء کے صدقے میں حاصل ہوتے ہیں لیکن ان مراسم عزاء کے متعلق کبھی کبھی اعتراضات وشبہات بعض بدعقیدہ لوگوں کی جانب سے اُٹھائے جاتے ہیں جن کا جواب دینا بہت ضروری ہے۔

پہلا اعتراض : جس میں سب سے پہلا اعتراض دشمنانِ اہلبیتؑ کی طرف سے یہ ہوتا ہے کہ یہ مراسم عزا ائمہ معصومین علیہم السلام کے زمانے میں مرسوم اور معروف نہ تھے جب کہ وہ حضرات خود صاحب عزاء واہل مصیبت تھے اور کسی حدیث میں بھی وارد نہیں ہوا ہے پس یہ ایسے امور ہیں کہ شیعوں نے خود ایجاد کئے اور بدعت ہیں پھر خود ہی ان لوگوں نے مذہبی رسم ورواج کا نام دے دیا ہے۔ درحالیکہ حدیث میں آیا ہے (ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دردناک عذاب کا سبب ہوگی)

جواب : اس اعتراض کا جواب بالکل واضح ہے اس لئے کہ ہر امر بدعت نہیں ہوسکتا بلکہ بدعت سے (مراد بدعت سئیہ وغیر مشروع ہے یعنی کہ حکم شریعت اپنی طرف سے وضع کرلیا جائے اور وہ روایت کہ جو بدعت اور اہلِ بدعت کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں بہت زیادہ ہیں۔ یقیناً یہ وہ مقام ہے کہ جس کی عقل بھی مذمت کرتی ہے مثلاً اگر کوئی شبہات حکمیہ میں اعتراض کرے کہ اس مقام پر کیا کیا جائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم وضع کرلے جبکہ ان موارد کے لئے روایت میں حکم برائت وارد ہوا ہے کہ ایسے شبہات میں مکلّف اصالت برائت الذمہ کو جاری کرے گا۔ عقل بھی اس موقع پر ترک شبہات پر عقاب کو قبیح جانتی ہے لیکن عزائے حسینی کے متعلق یہ بات پُر واضح ہے

کہ مراسم عزاء ان اقسام میں سے نہیں ہیں اور کیسے ہوسکتا ہے کہ ان مراسم کے لئے ایسے احکام جاری کریں جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم میں رونے کے لئے حکم ہوا ہے اور اس امور یہ کا موضوع جو کہ ایک فعل ہے کوئی نہ کوئی علت ہوگی اور وہ علت یا تو قولی ہے جیسے ذکر مصائب کربلا ومراثی پڑھنا یا عملی ہے جیسے جلوس ہائے عزاء و سینہ زنی، زنجیر زنی اور قمع زنی۔

پس اس مقام پر ہر فقیہہ ومجتہد کا وظیفہ ہے کہ شعائر ومراسم عزائے حسینی کے جائز ہونے کا حکم کرے اس لئے کہ رُلانا جو کہ راجح ہے انھیں طریقوں سے حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ کسی مصیبت میں تعزیت دینا یہ ایک ایسا عنوان ہے کہ جس میں مغز زنی کرنے کی ضرورت ہی نہیں البتہ مختلف قوموں اور ملتوں کے مابین اندازِ تعزیت میں اختلاف ہے جہاں تک بات اُس طریقے کی جو حضرات شیعہ کے درمیان رائج ہے ان امور میں سے نہیں ہے کہ جسے شارع نے منع کیا ہو اور عقل بھی اس کے قبیح ہونے پر حکم نہیں کرتی پس ضروری ہے کہ اعتراض کرنے والے پہلے بدعت کے مفہوم کو سمجھیں کہ بدعت سے کیا مراد ہے اور اس کے بعد اس کے مطابق جو چاہے کہیں اگر امکان میں ہو۔

دوسرا اعتراض : دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس زمانے میں ماتمی انجمنوں کا سڑکوں اور شاہراہوں پر ماتم کرنا سبب ہوتا ہے کہ دشمن ہمارا مذاق اُڑائیں اور مسخرہ کریں۔

جواب : اس اعتراض کا جواب اولاً تو یہ ہے کہ ہر مذہب وملت میں کچھ مذہبی اور اجتماعی مراسم ہیں اس میں صرف شیعہ تنہا نہیں ہیں اور یہ بات بھی تسلیم شدہ ہے کہ تمام دیگر جماعتوں کے مراسم کے مقابل ہمارے مراسم بہتر انداز سے انجام دیئے جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ دشمنوں کے مذاق اُڑانے سے دین میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی، مذہب کسی کے مذاق اُڑانے اور تمسخر کرنے سے چھوڑا نہیں جاسکتا بلکہ ہمیں تو ان لوگوں کا مذاق اُڑانا چاہئے کہ جن لوگوں نے بربادی کو فخر اور دھوکہ دھڑی کو ہدایت ظلم و جنایت کاری کو ترقی کا نام دیا ہے اور اپنی غلطیوں اور برائیوں کو چھپانے کے لئے ہمیں متہم کرتے ہیں۔

ہمارے دشمن صرف اس لئے ہمارا مذاق اُڑاتے ہیں تاکہ ہمارا اتحاد پارہ پارہ ہوجائے ہم ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں اور ہمارا رابطہ اہلبیت علیہم السلام سے منقطع ہوجائے۔

حالانکہ وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے اور ہمارا رابطہ جو کہ قرآن اور اہلبیت علیہم السلام سے ہے کبھی بھی قطع نہیں ہوسکتا۔

تیسرا اعتراض : تیسرا حملہ اس صورت میں ہم پر ہوتا ہے کہ مراسم عزاء اور مجلسوں میں جو اخراجات ہوتے ہیں یہ بجائے اس کے اقتصادیات کو بہتر بنانے میں خرچ کئے جاسکتے ہیں اور دشمن ان اخراجات کو جو اہلبیت علیہم السلام کی راہ میں صرف ہوتے ہیں اسراف سے تعبیر کرتا ہے۔

جواب : اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ بہترین مال وہ ہے جو انسان کو

اس کے امام سے قریب کرنے اور متصل کرنے کا سبب بنے۔ اکثر احادیث و روایات میں وارد ہوا ہے کہ اس قسم کے انفاقات و اخراجات بہت زیادہ ثواب کے حامل ہیں۔ امام کی دوستی کا حق ادا کرنے والا وہی شخص ہوسکتا ہے جو اپنے مال میں سے کچھ مقدار راہِ امام میں صرف کرتا ہو۔ اے کاش اعتراض کرنے والے نے یہ دیکھ لیا ہوتا کہ نظام اقتصاد کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ بہترین اقتصادی نظام سستی اور کاہلی سے دور رہ کر اور غیر محفوظ تفریح گاہوں سے پرہیز کر کے حاصل ہوتا ہے۔

چوتھا اعتراض : یہ ہے کہ زنجیر زنی، قمع زنی اور آگ پر ماتم کرنا نفس کے لئے باعثِ ضرر ہے جو کہ حرام ہے اور مستحب کام کو حرام طریقے سے انجام نہیں دیا جانا چاہئے۔

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ ان امور کے حرام ہونے پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں جب کہ یہ افعال نقص عضو یا قتل نفس تک منتہی نہ ہوں۔ مثال کے طور پر قمع لگانا اُس انداز سے کہ متعارف ہے (یعنی ہلاکت سے محفوظ رہے) جو شخص اس کام میں ماہر ہے اس کے لئے کوئی ضرر و نقصان کا سبب نہیں ہے پس کہاں سے دلیل حرمت (یعنی ضرر بہ نفس) ان امور پر شامل ہوسکتی ہے نیز آگ پر ماتم کرنا اس طرح جیسا کہ میں نے سنا ہے موجب ہلاکت نہیں کہ آیۃ (لاتقتلوا انفسکم) و قول معصوم (المومن لا تقتل نفسه) اس پر شامل ہو۔ خلاصہ یہ کہ جسم کے کسی حصہ کو زخمی کرنا مطلقاً حرام نہیں ہے پس کس طرح زنجیر سے ماتم کرنا اور قمع لگانا حرام ہوجائے گا۔

کیا آپ نے دیکھا نہیں۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ سیدانیوں نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت میں گریبان چاک کر ڈالا اور چہروں کو زخمی کر لیا تھا بلکہ ضروری ہے کہ اسی طرح امام مظلوم کا غم منایا جائے۔

میں تو یقینی طور پر ان شعائر و مراسم عزا حسینی کے قیام میں استغاثہ امام مظلومؑ (هل من ناصر ينصرني) کا جواب سُن رہا ہوں۔

آخر کلام میں یہ بات پھر بیان کر دینا ضروری ہے کہ قمع زنی، آگ پر ماتم کرنے کا جائز ہونا مشروط ہے اس سے کہ انسان ہلاکت سے محفوظ رہے اور غالباً یہ حالت اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہے (یعنی بیشتر افراد اس انداز سے قمع لگاتے ہیں کہ ہلاکت کا موجب نہیں ہوتا۔ مترجم)

اب جب کہ میں نے ان امور کو اچھی طرح واضح کر دیا لازمی ہے کہ اپنے ایمانی بھائیوں سے اس بات کی بھی تاکید کر دوں کہ حرام کاموں سے پرہیز کریں، اپنے نیک اعمال کو محرمات سے آلودہ نہ کریں اور دوستی امام حسین علیہ السلام پر ناز کر کے نماز و دیگر واجبات کو ترک نہ کریں۔

علی حسینی اصفہانی علامہ فانی

مہر مبارک

۱۴ر صفر سال ۱۳۸۴ھ ق

آیۃ اللہ العظمٰی رہبر انقلاب اسلامی ایران آقائی روح اللہ الموسوی الخمینی (قدس سرہ) کا نظریہ۔

سوال : محضر مبارک حضرت آیۃ اللہ العظمٰی خمینی متع اللہ المسلمین بطول بقاۂ کئی صدیوں سے دینی مسائل اور آل محمد علیہم السلام کے مصائب مسجدوں اور امام بارگاہوں میں بیان ہوتے اور پڑھے جا رہے ہیں۔ کیا اس انقلاب اور ہزاروں افراد کے شہید و قتل ہونے کے بعد بھی مسائل شرعیہ کا بیان کرنا ضروری ہے اور امام حسین علیہ السلام اور تمام ائمہ معصومین علیہم السلام کی مصیبت کا لوگوں کے سامنے بیان کرنا ضروری ہے بلکہ کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ اس انقلاب کے بعد اور ہزاروں شہید دینے کے بعد دعائے کمیل، دعائے ندبہ، سمات لوگوں کے سامنے پڑھی جائے اور حکم خدا کو اس سلسلے میں بیان کریں۔

دوم ماہ رمضان المبارک

حائل

بسمہ تعالیٰ

مجالس عزائے حضرت سید الشہداءؑ کا برپا کرنا، دعا کے اجتماعات کا قیام اور مسائل شرعیہ کا بیان شعائر دینی (دینی علامت) سے ہے اور کسی زمانے سے اختصاص نہیں رکھتے۔

مہر مبارک امام خمینی

حضرت آیۃ اللہ العظمٰی حاج سید ابو القاسم الموسوی الخوئی کا عزاداری کے متعلق ارشاد۔

مذہبی رسوم سے منع کرنا کہ من جملہ ان میں سے مراسم عزاداری سید الشہداءؑ و ائمہ طاہرین علیہم السلام ہے علاوہ بر اینکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور اس کی کوئی بنیاد

واساس نہیں ہے بلکہ خلاف دستور شریعت ہے اور کوئی بھی منافات ومغایرت ذکر مصیبت ومقصد امام حسین وآئمہ طاہرین علیہم السلام کے درمیان نہیں ہے بلکہ ان کی مصیبت کا ذکر کرنا اور ان کے لئے غم والم کا اظہار کرنا ان کے مقصد کی تاکید ہے اس لئے کہ غاصب ظالموں کے ظلم کا بیان کرنا اور مظلوموں کی روش پر چلنا دینی شیوہ ہے۔

الخوئی

مہر مبارک......۱۶ر رجب ۱۳۹۹ھ ق

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی حاج سید محمد رضا موسوی گلپایگانی کا نظریہ۔

بسمہ تعالیٰ

مجھے بہت تعجب ہے اس شخص پر جو مراسم عزا امام حسین علیہ السلام وتمام ائمہ طاہرین علیہم السلام کی تعظیم اور اس کے رجحان واستحباب کی تردید کرتا ہے جب کہ حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام اور اصحاب خاص وتمام حضرات شیعہ نسل در نسل اس روش پر قائم ودائم ہیں۔ احادیث متواترہ ان مراسم کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور ابھی بھی علماء ومراجع کرام کے گھروں میں مجالس عزا کا انعقاد ہوتا ہے۔ خداوند متعال تمام شیعوں ومکتب اہلبیت علیہم السلام کے پیروی کرنے والوں کو دشمنانِ اسلام کی بُری تبلیغات وتوجیہات سے محفوظ رکھے اور ولایت ائمہ معصومین علیہم السلام سے متمسک رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد رضا الموسوی گلپایگانی

مہر مبارک

۲۵ر جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی (قدس سرہ) کا ارشادِ گرامی۔

انقلاب امام حسین علیہ السلام انقلاب الٰہی ہے اور مسلمانانِ عالم نے ظلم واستبداد کے خلاف قیام کرنے کا درس سید الشہداء امام مظلوم ہی سے لیا ہے لہٰذا گزشتہ زمانے کی رسم کے مطابق مجالس عزاء، مرثیہ خوانی اور ان مصیبتوں کا ذکر کرنا ''جو کہ اہلبیت عصمت وطہارت پر وارد ہوئیں'' سینہ پیٹنا وزنجیر مارنا اور اس کے مثل دوسرے امور کو انجام دینے اور برپا کرنے میں بشرطیکہ محرمات پر مشتمل نہ ہو کوئی اشکال نہیں ہے بلکہ اس زمانے میں واجب اور اجر وثواب کے حامل ہیں۔ آخر کلام میں حکم کر رہا ہوں کہ پیروانِ حضرت سید الشہداء زیادہ سے زیادہ شعائر اسلامی کی حفاظت ومذہب تشیع کی ترویج اور عزاداری کے قیام میں کوشش کریں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شہاب الدین المرعشی النجفی

مہر مبارک

۲۱ر ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ ق

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد صادق حسینی روحانی مدظلہ العالی کا اس سلسلے میں ایک بیان۔

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کا قیام اور ان کی قربانیاں ایسے وقت میں جب کہ اسلام کا سرسبز وشاداب شجر خشک ہو رہا تھا ''دین مقدس اسلام کی حیاتِ نو کا سبب ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ الاسلام حسینی البقاء'' اتنی قلیل تعداد کے

ساتھ وقت کے جابر ترین حکمراں کے خلاف صف آراء ہونا دنیا کے تمام کمزور طبقوں کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے اگر ان کے پاس دنیاوی طاقت وقوت نہ بھی ہو پھر بھی ایمان کے بھروسے بڑی سے بڑی طاقتوں سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اسی کی طرف مہاتما گاندھی کا اشارہ ہے کہ ہمارے لئے ہندوستان جیسے عظیم ملک کو انگریزوں کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے حسینؑ ابن علیؑ کا انقلاب ایک نمونہ اور درس تھا۔

حضرت امام مظلومؑ کی عزاداری اور مصیبت کا ذکر کرنا، سینہ پیٹنا، زنجیر مارنا،...... یہ سب کے سب عملی تربیت ہے تمام مسلمانانِ عالم کے لئے کہ وہ حکام جور و مخالفین اسلام کے خلاف استقامت اور انقلاب برپا کریں اور غلامی کی زنجیروں کو توڑ دیں، تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ جب بھی اس شرعی وظیفہ پر سختی سے عمل کیا گیا دین کو ایک خاص رونق اور قوت ملی اور جب کبھی اس پر عدم توجہی اور غفلت کا غلبہ ہوا۔ دین اسلام خصوصاً شیعیت کمزوری کا شکار ہوئی اور میری ذات چشم دید گواہ ہے اس امر کی کہ جب بھی رضا خاں پہلوی نے دین اسلام کو مٹانے کا ارادہ کیا سب سے پہلے مجلس حسینؑ پر پابندی عائد کی۔ اس وجہ سے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ نواسۂ رسول حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم میں مجلسیں قائم کریں اور واعظین حضرات پر لازم ہے کہ وعظ و نصیحت، عقائد اور احکام کے علاوہ فلسفۂ انقلاب حسینی پر بھی روشنی ڈالیں اور مصیبت کا تذکرہ کریں اور وہ تمام حضرات جو کہ اسلام اور تشیع سے وابستہ ہیں ماتمی انجمنیں "برائے زنجیر زنی و سینہ زنی" تشکیل دیں۔

اور خطباء و ذاکرین حضرات بخوبی اس بات کو جان لیں کہ اس قسم کی مکروہ آوازیں "کہ ذکر مصیبت نہ ہو یا ماتم کرنا، زنجیر و قمع لگانا غلط ہے" علمائے سؤ و دشمنانِ دین کا پروپیگنڈہ اور سازش ہے۔ آخر میں سید الشہداء امام مظلومؑ کی عزاداری میں ترقی کی خاطر تمام عزاداروں کے لئے خداوند متعال سے توفیق اور خاص عنایت کا طالب ہوں۔ اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو عزاداروں میں محسوب فرمائے۔ والسلام علیکم!

محمد صادق الحسینی الروحانی

مہر مبارک

۲۱ ذی الحجہ الحرام ۱۳۹۹ھ

آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد حسینی شیرازی کی نظرِ مبارک۔

علمائے کرام کے ارشادات و فتاویٰ سے قطع نظر روایات کثیرہ کے ذریعہ مراسمِ عزاء کا مستحب ہونا ثابت ہے اور مبلغین اسلام ان مراسم کو دُنیا کے گوشے گوشے میں قائم کر سکتے ہیں اور میری نظر میں کم سے کم دو فائدے تو ان مراسم کے ذریعہ حاصل ہی ہوتے ہیں۔

(۱) اسلامی حکومت کا قیام (۲) اور متکبرین عالم کے شکنجوں سے دنیائے شیعیت کو آزادی۔

لہٰذا بندہ اس بات کو ترجیح دیتا ہے کہ ہر سال اور ہر مقام پر مختلف انداز سے

مراسم عزائے حسینؑ کا قیام ہوتا کہ ہم ان دو اہم فائدوں سے محروم نہ ہوسکیں۔ واللہ المستعان

محمد بن المہدی الحسینی الشیرازی

مہر مبارک

بعض ترقی پسند حضرات کے سوالات اور امام خمینیؒ کے جوابات۔

آیۃ اللہ خمینی (قدس سرہ) یہی گریہ اور عزاداری ہے کہ جس کے ذریعہ دینی امور کو تقویت اور ترقی ملی ہے۔

ترقی پسند : ہماری نظر میں گریہ اور توسل بہ امام بے نتیجہ ہے۔

آقائے خمینی : ذکر مصیبت امام حسین علیہ السلام مقصد و مکتب امامؑ کی حفاظت کا سبب ہے۔

ترقی پسند : مرثیہ خوانی اور تذکرۂ مصائب صفوی شیعوں کا کام ہے۔

آیۃ اللہ خمینی : وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ذکرِ مصیبت سید الشہداءؑ نہ ہو درحقیقت یہ حضرات مقصد حسینؑ کو نہیں سمجھتے۔

آیۃ اللہ خمینی : وہ افراد جو یہ کہتے ہیں کہ مجلسِ حسینؑ میں خرچ ہونے والا مال اور اشیا جنگ زدہ لوگوں میں صرف کرنا چاہیئے وہ لوگ غلطی پر ہیں۔ درحقیقت دونوں کام اپنی اپنی جگہ پر اہمیت رکھتے ہیں اور مکمل طور پر ان کی رعایت ہونا چاہیئے۔ مومنین حضرات جو کہ مکتب انبیاء و اوصیاء علیہم السلام کے معتقد ہیں عزاداری امام حسین علیہ السلام کو بھی اہمیت دیں اور جنگ زدہ افراد کہ جنھوں نے اسلام کی راہ میں

مصائب برداشت کئے ان کی طرف بھی توجہ دیں۔

عزاداری کے متعلق حضرت آیۃ اللہ سید مرتضیٰ پسندیدہ خمینی (دامت برکات) کا نظریہ۔

مذکورہ سوالوں کے جواب میں عرض ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی مصیبت کے دنوں میں عزاداری، مجلسوں کا قیام اور مراسم عزا جو کہ مطابق شرع ہوں'' کا انجام دینا لازم اور ضروری ہے اور ترک کرنا مسلمانوں کی مصلحت کے خلاف ہے۔ مبلغین حضرات اپنے کو مجلسوں میں شرکت کا پابند بنائیں اور اس راہ میں جو مراسم انجام دیئے جاتے ہیں ان سے خودداری اور پرہیز نہ کریں۔

والسلام علی عبادہ الصالحین

سیّد مرتضیٰ پسندیدہ

مہر مبارک

''اس سلسلے میں حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج شیخ ہاشم آملی کے بیانات''

استاد بزرگ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے میرزا حسین نائنی اعلی اللہ مقامہ نے جو کچھ بھی عزاداری کے موضوع اور حضرت اباعبداللہ و اہلبیت علیہم السلام پر جو مصائب پڑے ان کے ذکر کے متعلق لکھا ہے'' برمحل اور مرضی معبود کے مطابق ہے۔

صاحبانِ بصیرت اس بات سے آگاہ ہیں کہ ذکر مصیبت اور مراسم عزاء کس حدتک اسلام اور جادۂ حق و اہلبیت علیہم السلام کے احیاء میں مؤثر ہیں۔ یہاں تک کہ خود ائمہ اطہار علیہم السلام نے بھی مجلسوں کا انعقاد کیا اور قائم رکھا اور یہ بھی جان لینا

چاہئے کہ اس قسم کے مراسم اور مجالس کا قیام مرویات پر موقوف نہیں ہے بلکہ عقل خود مستقل طور پر (جب ان نتائج پر جو عزاداری سے حاصل ہوتے ہیں غور کرتی ہے) اس کا حکم دیتی ہے جب تک دنیا قائم ہے حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب باوفا کی جواں مردی اور استقامت کا ذکر ہوتا رہے گا اور ان کی یاد کو تازہ کر کے اسلام واقعی کی حفاظت ہوتی رہے گی۔ خداوند بزرگ اس امر عظیم کے قیام کی توفیق تمام مسلمانوں کو عنایت فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الاحقر ہاشم آملی

۸ر ربیع الاوّل ۱۴۰۱ھ

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ حاج سیّد کاظم مرعشی و حضرت آیۃ اللہ سید محمد حسینی شاہرودی کے نظریات۔

حضرت استاد عزیز و محقق بصیر آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی نائنی (قدس سرہ) نے عزاداری کے رجحان اور اس کے جائز ہونے کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے خواہ وہ کسی انداز سے بھی انجام دی جائے۔ صحت کے اعلیٰ منازل پر ہے اور اس میں کسی طرح کا شک وتردید نہیں ہے اور تمام مومنین تشیع کو دشمنان اسلام وفریب خوردہ افراد کی بُری و نامناسب تبلیغات کے زیر اثر نہیں آنا چاہئے بلکہ اس کے برعکس لازم وضروری ہے کہ عزاداری خصوصاً مجلسوں کے قیام میں اہتمام برتیں جو کہ دنیا وآخرت کی نیکی و

کامیابی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ واللہ الہادی الی الطریق المستقیم۔

سیّد کاظم مرعشی، محمد حسینی شاہرودی

۱ر شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

اس سلسلے میں حضرت آیۃ اللہ حاج سید مہدی مرعشی کی رائے۔

سید الکونین حضرت ابا عبداللہ الحسین روحی وارواح العالمین لہ الفداء کے غم میں شریک ہونا، ان پر گریہ کرنا اور مراسم عزا کا قائم کرنا۔ شعائر الٰہی اور آسمانی نور کی شعاعوں سے ہے۔

استاد معظم حضرت آیۃ اللہ آقائی الحاج میرزا حسین نائنی (قدس سرہ) نے اس بارے میں جو فرمایا، حقیقت پر مبنی اور صَدَرَ مِن اَھْلِہٖ وَوَقَعَ فِی مَحَلِّہٖ کہے جانے کے لائق ہے۔ اسی لئے تمام مومنین پر واجب ہے کہ جناب عالی کے فتوے کی حتی المقدور اطاعت کریں اور اسے عملی جامہ پہنانے میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کریں۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

سیّد مہدی مرعشی

مہر مبارک

۹ر شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

آیۃ اللہ العظمیٰ سیّد محمد رضا بروجردی کا نظریہ

استاد محترم حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی نائنی (رضوان اللہ علیہ) نے جو بھی

ذکر مصیبت امام مظلومؑ و قیام مراسم عزاء کے متعلق فرمایا، کاملاً درست ہے اور اس کی پیروی باعث نجات ہے۔ اہلِ ایمان سے گذارش ہے کہ شرعی جواز کو مدنظر رکھ کر اس کے قیام میں کوشاں رہیں اور تمام اقسام عزاداری حتیٰ کہ قمع لگانا اس حد تک کہ ضرر یا خوف ہلاکت نہ ہو تمام مومنین پر واجب کفائی ہے اور جو شخص عزاداریٔ امام حسین علیہ السلام واہل بیت میں عقیدہ نہیں رکھتا اس کا ایمان مائل بہ زوال ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

الاحقر سیّد محمد رضا الموسوی بروجردی

مہر مبارک......۱۴؍شعبان ۱۴۰۲ھ

مراسم عزا کے لئے حضرت آیۃ اللہ الحاج سید نورالدین حسینی میلانی کا بیان

گذشتہ علمائے کرام ومراجع تقلید حضرات جو کہ ہمیشہ روشن شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ولایت ائمہ اطہار علیہم السلام کے حامی رہے ان کے فتاوی اور خصوصاً استاد المجتہدین و مذہب امامیہ کے بزرگ فلسفی مرحوم میرزا نائینی کے قلم کی تحریر اور ان کے بعد کے تمام فقہائے عظام کے نظریات جو کہ عزاداری و مراسم عزاء کی بابت وارد ہوئے ہیں میں خود ان کا چشم دید گواہ ہوں اور قطعی دلائل واصل مدارک کے ذریعہ تائید کرتا ہوں۔

خداوند متعال سے مکمل توفیق ونیکی خصوصاً امام زمانہ عج خلیفہ برحق حضرت مہدی حجتہ بن الحسنؑ کی توجہات خاص کا امیدوار ہوں کہ تمام مومنین وعزاداروں کو

اپنی رحمت کے سائے میں رکھے۔

سید نورالدین حسینی میلانی

مقیم شہری

۱۵؍شعبان ۱۴۰۱ھ

محقق عالی مقام حضرت مستطاب حجتہ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی حاج شیخ مرتضیٰ حائری کے خیالات

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی جمیع الانبیآء والمرسلین لاسیّما خاتم النبیین وعلی جمیع خلفاء الالھیہ فی ارضہ سیّما خاتمھم حجۃ بن الحسنؑ اما بعد

بعض اہل علم حضرات نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ عزاداری حضرت ابا عبدالحسینؑ علیٰ آبائہ الطاہرین و انبیائہ الطیّبین الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں چند باتیں صفحہ قرطاس کے حوالے کردوں۔

اس اعتراف کے ساتھ کہ یہ موضوع بڑی عظمت کا حامل ہے اور حقیر اپنی عدم قابلیت کا معترف ہوتے ہوئے چند الفاظ بطور جواب تحریر کررہا ہے۔

سیدالشہداء حضرت امام حسینؑ اور تمام ائمہ دین کی مصیبت میں رونے اور رُلانے کا ثواب بیشتر روایات میں نقل کیا گیا ہے۔ خصوصاً علامہ مجلسی طاب ثراہ نے اپنی کتاب بحارالانوار میں ایک باب اسی عنوان سے قائم کردیا ہے جس میں تقریباً پچاس حدیثیں تحریر فرمائی ہیں کہ جن میں اکثر معتبر اور صحیح ہیں پس اس بنا پر آپ پر گریہ

کرنا ضروریاتِ دین میں شامل ہے اور گریہ کے استحباب سے لازم آتا ہے کہ اس کے مقدمات بھی (یعنی تمام مراسم عزاء) مستحب ہیں جیسا کہ معتبر کتاب ہارون مکفوف میں وارد ہے کہ حضرت ابی عبداللہ الصادق علیہ السلام نے ایک شاعر کو حکم دیا تھا کہ سیدالشہداءؑ کی مصیبت پر مرثیہ پڑھو اور اس نے حکم کی تعمیل بھی کی۔

مؤلف بیان فرماتے ہیں کہ حضرت آیۃ اللہ حاج شیخ مرتضیٰ حائری یزدی نے مجھ سے خود بتاریخ ۲۲ ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو اپنے والد محترم شیخ عبدالکریم حائری یزدی (جو کہ مؤسس حوزہ علمیہ قم بھی تھے) کے متعلق فرمایا کہ مرحوم والد علام کو امام حسین علیہ السلام اور ماتمی انجمنوں سے کتنا لگاؤ اور محبت تھی۔

فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار ہمیشہ روزِ عاشورہ ماتمی انجمنوں کے ساتھ ساتھ رہتے تھے اور خود بھی ماتم کرتے تھے۔ رات رات بھر عزاداروں کی خدمت میں مصروف رہتے اور کسی طرح کا ضعف و کمزوری کا احساس نہیں ہونے دیتے تھے۔

شیخ مرتضیٰ حائری

مراسم عزاء کے متعلق حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید رضا صدر قدس سرہ شریف کا جواب۔

سوال : بعد از تسلیم و تکریم جناب عالی کی خدمت میں گذارش یہ ہے کہ بعض منحرف افراد کی جانب سے شعائر حسینی و عزاداری سیدالشہداء علیہ السلام من جملہ سینہ زنی، زنجیر زنی، سیاہ لباس پہننا، کھانا کھلانا اور تمام اعمال مرسومہ "جو کہ شیعوں کے درمیان رائج ہیں" پر اعتراض ہوتا ہے امید کرتا ہوں کہ حضرت عالی اس بارے میں

اپنے نظریے سے مطلع فرمائیں گے۔ (علی ربانی)

جواب : مسلمانانِ عالم کا اہم ترین وظیفہ انقلاب مقدس سیدالشہداءؑ کی حفاظت کرنا اور اس کو دوام دینا ہے چاہے جس انداز اور جس شکل و صورت میں ممکن ہو خواہ ماتمی انجمنوں کی صورت میں ہو یا مراسم عزاء، سینہ زنی، زنجیر زنی و گریہ کے انداز میں یا مجالس و محافل کے طریقے سے ہو۔ اس لئے کہ ان مراسم کا برپا کرنا اور جہاد عاشورہ کی نگہداشت کرنا، حیاتِ ابدی اور ایمان و اسلام کی بقا کا ضامن ہے اور عرفان حقیقی سے وابستہ ہے۔

الاحقر سید رضا صدر

مہر مبارک

اسی سلسلے میں حضرت آیۃ اللہ الحاج شیخ احمد سبط الشیخ انصاری فرماتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ میرزا نائنی سے منسوب سوال نامہ میں جو جواب رقم ہے میرے لئے اس امر میں قابلِ اعتبار اور معتمد علیہ ہے۔

الاحمد سبط الشیخ انصاری

مہر مبارک

۲۱ ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

آیۃ اللہ شیخ حسین وحید خراسانی کا نظریہ۔

مجلس عزائے سیدالشہداءؑ کا انعقاد سیرت ائمہ معصومین ہے اور امامِ مظلومؑ کے مصائب و مناقب کو بیان کرنا آل محمد علیہم السلام کے امور کا زندہ کرنا ہے۔ ان

مراسم کا مستحب ہونا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

حسین الوحید الخراسانی

۱۴؍محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

آیۃ اللہ الحاج شیخ محسن حرم پناہی کا حکم۔

عزائے سید الشہداءؑ کا اپنے تمام اقسام اور طور وطریقوں کے ساتھ قیام بشرطیکہ حرام پر مشتمل نہ ہو جائز ہے اور اس سلسلے میں اطعام بھی جائز ہے بلکہ اس اعتبار سے کہ عزائے حسینی شعائر الٰہیہ کی تعظیم، امر امامت کو زندہ کرنے اور شریعت مقدسہ کی ترویج کا ذریعہ ہے ہر شیعۂ اہلبیت علیہم السلام کے لئے زیادہ سے زیادہ توجہ اور اہتمام کا باعث ہونا چاہیے۔ وَالسَّلَام علی من اتبع الھدیٰ

الاحقر **محسن حرم پناہی**

مہر

۷؍جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد رضا گلپایگانی کا فتویٰ۔

سوال: روزِ عاشورہ سر پر چھری مارنا (یعنی قمع لگانا) جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس صورت میں کہ خوف ضرر نہ ہو میری نظر میں اس کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ واللہ العالم!

محمد رضا گلپایگانی

مہر مبارک

۲۸؍رجب ۱۴۰۹ھ

ایک دوسرے سوال کے جواب میں جسے صادق حسینی نے کیا تھا یوں فرمایا۔

جواب: عزاداری حضرت سید الشہداءؑ مستحب ہے اور قمع لگانا اگر ضرر کا باعث نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

محمد رضا گلپایگانی

۷؍ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

آیۃ اللہ العظمیٰ حائری کا جواب۔

جواب: اس صورت میں کہ ضرر بہ نفس نہ ہو جائز ہے۔

مہر مبارک

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی الحاج سید عبد الآ علیٰ سبزواری (قدس سرہ) کا جواب۔

سوال: بعد از سلام خدائے قادر سے اس بات کی دعا کرتا ہوں کہ جناب عالی کو امام زمانہؑ کے صدقے میں اسلام اور مذہب اہلبیتؑ کی ترقی کے لئے محفوظ رکھے۔

حضرت عالی...... برسوں سے ہمارے شہروں میں یہ امر رائج ہے کہ محرم اور صفر کے دنوں میں خصوصاً روزِ عاشورہ مراسم عزاداری ذکر مصائب، سینہ زنی، زنجیر زنی اور قمع زنی کے ذریعہ انجام دیے جاتے ہیں جو کہ اتحاد اور ہم بستگی اور تبلیغ تشیع کا باعث بھی ہوتے ہیں اور بحمد اللہ ہر سال ایک گروہ ان مراسم عزاء کی برکت سے دائرۂ شیعیت میں آ جاتا ہے۔ ان رسوماتِ عزا کے متعلق جناب عالی کا کیا نظریہ ہے۔ اُمید رکھتا

ہوں کہ مومنین کی شرعی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب مرحمت فرمائیں گے۔

الاحقر سبط حسین زیدی پاکستان

ا رجمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ

جواب : بسم تعالیٰ!

سوال نامہ میں مذکورہ امور اگر مطابق شرع ہوں تو صحیح اور باعث اجر وثواب ہیں۔ واللہ العالم!

عبدالاعلیٰ الموسوی سبزواری

مہر مبارک

سوال مذکور کے جواب میں حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد حسینی شاہرودی کا جواب۔

بسم تعالیٰ! عزاداری و مراسم عزاء کا انجام دینا باعث اجر وثواب عظیم ہے اور یہ امر راجح بھی ہے لیکن قمع لگانا اس انداز سے کہ موجب خطر وہلاکت نفس نہ ہو (جائز ہے)

محمد الحسینی شاہرودی

۹ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

نظر مبارک عالم متقی و بزرگوار حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی حاج شیخ مہدی حائری تہرانی دامت برکاتہ۔

کُل یوم عاشوراء وکُلِ ارضِ کربلا

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے شیعہ ہماری فاضل طینت سے پیدا کئے گئے ہیں ہمارے غم میں غمگین اور ہماری خوشی میں خوش ہوتے ہیں۔

نیز فرماتے ہیں کہ دین نہیں ہے مگر محبت اور عداوت (یعنی اہلبیت علیہم السلام سے محبت اور ان کے دشمنوں سے عداوت رکھنا)

پس عقل و شرع کے مطابق اور فطرت بشری کے تقاضوں کی بنا پر سید الشہداء امام حسین علیہ السلام (کہ جن کے لئے رسول نے فرمایا، حسن منّی وانا من الحسینؑ۔ حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں یعنی دین کی بقاء حسینؑ سے ہے گویا دین اسلام کے ظہور کا سبب پیغمبر اسلام اور اس کی حیات ابدی کا باعث امام حسینؑ اور قیام حسینی، اسی لئے کہا گیا ہے الاسلام نبوی الحدوث و حسینی البقاء) کا انقلاب اور دشمنانِ اسلام کے خلاف ان کے اصحاب باوفا کا خونی جہاد نہ ہوتا تو کلی طور پر وقت کے یزیدیوں نے اسلام کو مٹا دیا تھا بس جو کچھ بھی دینِ اسلام سے نیک بختی اور سعادت مندی کا سرمایہ ہے وہ انقلابِ حسینی کا تحفہ ہے اور ان امور کی بقاء اور زندگی مراسم عزاء کے تحفظ اور اس کے قیام سے وابستہ ہے جو کہ ہمیشہ دین اسلام کی حفاظت اور ظالموں کے ظلم سے مقابلہ کرنے، مظلوموں کی طرف داری کے احساس کو بیدار رکھتے ہیں اور یہ امر متحقق نہیں ہوسکتا جب تک کہ ہم لوگ ائمہ معصومین علیہ السلام کے صادر کردہ حکم کے مطابق، مجلسوں کے انعقاد و نوحہ خوانی، سیاہ لباس پہننے، مساجد و امام باڑوں کو سیاہ چادروں سے ڈھک دینے اور سڑکوں وگلیوں میں ماتم کرنے کے ذریعہ انجام نہ دیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ''من بکیٰ و ابکیٰ او تباکیٰ فلہ الجنۃ'' جو شخص روئے یا رُلائے یا رونے والوں جیسی صورت بنائے اس کے لئے

جنت واجب ہے پس ہر شیعہ پر بمطابق ارشاداتِ معصومین (من احیاء امرنا فلہ الجنۃ جس نے بھی ہمارے امور کو زندہ کیا اس کے لئے جنت ہے) واجب ہے کہ مجالس عزائے سید الشہداءؑ کو برپا کریں اور ان کے امر کو زندہ رکھیں کہ وہی قرآن اور عترت ہے جیسا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی الخ (الحدیث)

مہدی حائری تہرانی مسجد ارک

مہر مبارک

حضرت آیۃ اللہ حسین مظاہری دامت برکاتہٗ کا ارشاد۔

اہلبیت عصمت علیہم السلام خصوصاً سید الشہداء ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب باوفا کی خاطر عزاداری کا قائم کرنا مستحب موکد ہے بلکہ واجبات کفائی تاکیدی ہے اور اہلبیت علیہم السلام کی سیرت بھی اسی پر تھی۔ حدیثوں میں اس امر کو افضل اعمال میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ عزاداری جو کہ شیعوں کے درمیان رائج ہے علت بقاء تشیع و راز شیعت ہے، جتنی بھی شان و شوکت سے ممکن ہو شیعوں کے لئے ضروری ہے کہ اسے انجام دیں اس لئے کہ ان مراسم و شعائر کے ذریعہ وعدہ الٰہی کو ثابت کرنا اور حضرات شیعہ کے ہاتھوں امام زمانہؑ روحی لہ الفداء کی رہبری میں پرچم اسلام کو بلند کرنا ہے۔ اُمید ہے کہ اس نوجوان نسل کے ہاتھوں یہ فریضہ انجام دیا جاتا رہے گا۔

حسین مظاہری (قم)

۱؍جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

آیۃ اللہ العظمیٰ مرحوم الحاج سید حسین طباطبائی بروجردی کا ایک واقعہ۔

اس واقعہ کو تقریباً سبھی حضرات نے سُنا ہے جو کہ عالم بزرگ آیۃ اللہ سید حسین طباطبائی بروجردی کے اعتقا اور خاندان اہلبیت عصمت و طہارت سے لگاؤ کی حکایت کرتا ہے۔ مرحوم کے بارے میں ملتا ہے کہ ۹۰ سال کی عمر میں بھی آنکھوں کی بینائی میں کسی طرح کا ضعف نمایاں نہیں تھا۔ بغیر عینک، باریک سے باریک عبارت کو پڑھنے پر قادر تھے اور اس کی وجہ وہ مرحوم خود بیان فرماتے تھے کہ یہ نعمت بھی حضرت ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام کی دین ہے اور یوں واقعہ نقل کرتے تھے۔

''کہ ایک سال میں بروجرد میں آنکھ کے شدید درد میں مبتلا ہو گیا تھا جس نے مجھے بہت پریشان کر رکھا تھا۔ محرم کا زمانہ آ گیا۔ آیۃ اللہ فقیہ مرحوم محرم کے عشرۂ اولیٰ میں خود ذکرِ مصائب امامِ مظلوم کرتے تھے اور انجمنیں آپ کے مکان پر شرکت کی غرض سے آتی رہتی تھیں، ایک انجمن بروز عاشورہ (جو کہ سادات کرام اور اہلِ علم و محترم حضرات پر مشتمل تھی) ماتم کرتے ہوئے آپ کے شریعت کدہ میں داخل ہوئے۔ ماتمی دستہ کے سبھی افراد معمولاً اپنے سر پر مٹی ڈالے ہوئے تھے۔ دل ذکرِ مصیبت ابی عبداللہ الحسینؑ سے بھرے ہوئے تھے۔ آیۃ اللہ مرحوم فرماتے ہیں کہ جیسے ہی یہ دستہ میرے حسینیہ میں داخل ہوا، شرکائے مجلس کے دلوں میں ایک ہیجان سا پیدا ہو گیا، شورِ گریہ سے در و دیوار حسینیہ گونج گئے۔ میں بھی ایک گوشہ میں آہستہ آہستہ آنسو بہا رہا تھا کہ اچانک اسی درمیان میں نے ماتمی دستہ کے ایک شخص کے پیروں کے نیچے کی مٹی اُٹھائی اور آنکھوں پر مل لی۔ وقفہ نہ گذرا تھا کہ میری آنکھوں میں مدتوں سے جو

تکلیف تھی کافور ہوگئی اور اس کی برکت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میری آنکھیں ٹھیک ہوگئیں اور آج تک کسی طرح کی بھی تکلیف سے دوچار نہیں ہوا۔ علاوہ برایں کہ درد چشم سے نجات مل گئی، قوت بینائی کی نعمت سے بھی سرفراز ہوا اور امامِ مظلومؑ کی برکت سے آج تک عینک کی بھی ضرورت لاحق نہیں ہوئی۔"

جو حضرات آیۃ اللہ مرحوم کی ملاقات کا شرف حاصل کر چکے ہیں وہ بخوبی واقف ہوں گے کہ باوجودیکہ مرحوم کے تمام اعضائے جسمانی جواب دے چکے تھے لیکن آخری دم تک بھی آنکھوں کی بینائی میں سرمو فرق نہ آیا تھا۔ یہ ایک نمونہ تھا آپ کے اس اعتقاد اور محبت کا جو امور مذہبی اور خاندانِ عصمت وطہارت سے تھی۔

مرحوم برابر فرماتے رہتے تھے کہ اگر لوگوں کو علم ہو جاتا کہ اہلبیت علیہم السلام کی قدر و منزلت بارگاہِ خداوندی میں کس درجہ ہے تو وہ اس سے زیادہ احترام کرتے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ میں گمان نہیں کرسکتا کہ ائمہ اطہار اور اولادِ رسول علیہم السلام کے ذریعہ توسل کیا جائے اور کوئی مشکل حل نہ ہو۔

(نقل از کتاب البکاء للحسین)

عزاداری کے سلسلے میں رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی خمینی قدس سرہ کے بیان کا اقتباس۔

سید الشہداءؑ نے اسلام کی مدد کی اور اسلام کو نجات بخشی۔ مجلسیں امام حسینؑ کے مشن کی محافظ ہیں جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ امام حسینؑ کے مشن سے بالکل ناواقف ہیں۔ چودہ سو سال سے یہ مجلسیں اور عزاداری ہماری حفاظت کر رہی

ہیں۔ سید الشہداءؑ کی ہر دور کو ضرورت رہی ہے اور اسی نے ہمیں آج اس لائق کیا ہے، اور ہر تحریک کو سینہ زنی کے ذریعہ زندہ رکھا جاسکتا ہے۔

(محرم الحرام ۱۴۰۰ھ)

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ انقلاب برپا ہوگیا اب مجلسوں کی ضرورت نہیں۔ یہ ایک ایسی غلطی ہے جو ہمارے دشمنوں نے ان کے ذہنوں میں ڈال دی ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہیں کہ ہم نے انقلاب برپا کردیا۔ اب نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ انقلاب کے معنی یہ نہیں ہیں۔ ہم نے شعائر اسلامی کو زندہ کرنے کے لئے انقلاب برپا کیا ہے اس لئے انقلاب نہیں لائے ہیں کہ شعائر اسلامی کو مردہ کریں۔

محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

ایک اور موقع پر موصوف نے فرمایا:

یہ سید الشہداء کا خون ہے جو تمام ملل اسلامی کے خون میں جوش پیدا کرتا ہے اور یہ عاشور کے جلوس عزاء ہیں جو لوگوں میں جوش کا سبب بنتے ہیں نیز اسلام اور اس کے مقاصد کی حفاظت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ عاشور کی عظمت قائم رکھو اس لئے کہ عاشورہ کی عظمت کی برقراری کی وجہ سے تمہارا ملک ہر نقصان سے محفوظ رہے گا۔

محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید تقی طباطبائی قمی (دامت برکاتہٗ) کا جواب۔

جناب حجۃ الاسلام آقائی سبط حسین زیدی۔ اُمید ہے کہ آپ ہمیشہ ترویج

دین و مذہب میں منہمک و کوشاں رہیں گے۔ آپ کا ارسال شدہ نامہ ملا۔ میری نظر میں عزاداری حضرت سید الشہداء اپنے تمام انواع و اقسام کے ساتھ جائز ہے۔ بشرطیکہ حدود شرعیہ سے خارج نہ ہو خواہ سینہ زنی، زنجیر زنی ہو یا قمع لگانا اور یہ سارے امور شعائر دینی و مذہبی کی تعظیم کے تحت مندرج ہوں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تقی طباطبائی قمی

مہر شریف

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد حسین کاشف الغطاء (قدس سرہ) کا نظریہ۔

سوال : سب سے پہلے مراسمِ عزاداری اور ماتمی انجمنوں و سینہ زنی، زنجیر زنی و قمع کے متعلق جن سے سوال کیا گیا وہ آقائی کاشف الغطاء (قدس سرہ) کی ذاتِ مبارک تھی۔

جناب عالی! کیا یہ سارے امورِ مخالف شروع ہیں یا نہیں؟

جواب : آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے :

ذَالِكَ وَمَن يُعَظِّم شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّها مِنْ تَقْوىَ القُلُوبِ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ مسمىً (الحج ۳۲)

یہی ہے، جو شخص بھی شعائر الٰہیہ کی تعظیم کرے پس (یہ عمل) دلوں کے تقویٰ کی نشانی ہے تمھارے لئے ان میں ایک مدت معین تک منافع ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جلوس ہائے عزاء اور اس دل سوز واقعہ کی منظر کشی فرقۂ جعفری کی نشانیوں میں ایک بزرگ ترین نشانی ہے (خداوند عالم اس کی حفاظت فرمائے) اگر ہم ان احادیث اور دلیلوں کے ہوتے ہوئے (جو کہ اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں) ان کے استحباب کے قائل نہ بھی ہوں تو کم سے کم ان کے مباح ہونے کے تو ضرور قائل ہو جائیں اور جو بھی ڈھول تاشہ کی صورت میں مراسم عزاء میں رائج ہے ان کی حرمت کے بارے میں بھی کوئی دلیل نہیں ہے۔

اور میں بھی پسند نہیں کرتا کہ ان امور کے بارے میں سوالات کئے جائیں جو صدیوں سے ہوتے چلے آئے ہیں اور تمام بزرگ علماء وصلحاء نے ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی اور کسی نے ان کے وجود اور اقامہ سے انکار نہیں کیا درآنحالیکہ یہ سارے مراسم ان کی آنکھوں کے سامنے انجام پاتے تھے یا یہ کہ ان تک ان امور کی خبریں پہنچتی تھیں۔ میری نظر میں ان کے جائز و ناجائز ہونے کے متعلق سوال کرنا امویوں اور وہابیوں کی سازش کا ایک حصہ ہے۔ حقیقت میں وہ لوگ اس نور کو اپنی ناپاک پھوکوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں لیکن خداوند متعال ان کی خواہشوں کے برخلاف اپنے نور کو تمام کر کے رہے گا۔ مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر یہ لوگ اپنی سازش میں کامیاب ہو جائیں اور یہ سارے مراسمِ عزا بند ہو جائیں اور دو تین سال تک منعقد نہ ہوں تو یقیناً ایک قدم آگے بڑھ کر مجالس عزاء حسینؑ اور دیگر مراسم پر بھی اعتراض کریں گے اور یہ تمام امور جو دین و مذہب کی تبلیغ و ترویج کا ذریعہ ہیں سب کو ختم کر دیں گے نیز آئمہ اطہار علیہم السلام کے نام و نشان کو بھی مٹا دیں گے۔

آپ حضرات کے ٹیلی گرام مجھ تک پہنچے۔ آج کا دن صرف مدینہ کا حادثہ یعنی ائمہ معصومین علیہم السلام کی قبروں کی تاراجی کی وجہ سے ہمارے لئے رونے کو کافی ہے پس اس قسم کے سوالات اُٹھا کر آپس میں اختلاف سے پرہیز کرنا چاہئے۔ جہاں تک سوال مراسم عاشورہ و ماتمی انجمنوں کا ہے تو اس سلسلے میں حکمِ شرعی بالکل واضح اور روشن ہے، سینہ زنی، زنجیر زنی اور انجمنوں کا ماتم کرتے ہوئے عام راستوں اور شاہراہوں پر چلنا، شمع روشن کرنا، علم اٹھانا یہ تمام امور مباح بلکہ مستحب ہیں۔ تلوار یا خنجر سے اپنے کو زخمی کرنا بحکم اصالت الاباحتہ مباح ہے بلکہ امام مظلومؑ کی مصیبت میں غم و اندوہ کے اظہار کے قصد سے راجح ہے مگر یہ کہ حکم ثانوی کے ذریعہ ان کا حرام ہونا ثابت ہو جائے۔ جیسے ہلاکت یا دائمی بیماری کا سبب بن جائیں لیکن اگر ایسا درد یا زخم ہو جو کہ ٹھیک ہو جائے تو حرام نہیں ہے۔ البتہ اس قسم کے امور کا تعلق اشخاص سے ہے فقیہ صرف حکم کلی صادر کرتا ہے موضوع کا مشخص کرنا آپ کا کام ہے۔

ایک دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ تلوار و زنجیر سے ماتم کرنے پر دلیل دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں: بلاشک اپنے جسم کو مجروح کرنا اور خون نکالنا مباح ہے لیکن یہ مباح کام عنوانات بدلنے سے کبھی واجب ہو جاتا ہے اور کبھی حرام...... اگر سلامتی بدن حجامت اور جراحی میں ہے تو یہ کام واجب ہو جاتا ہے اور جراحی یا زخم لگانا موت یا دائمی بیماری کا سبب ہو تو حرام ہے۔ اُسی طرح اگر کوئی اہلبیت علیہم السلام کی محبت اور مواسات میں خود کو زخمی کرتا ہے یا آپ کی اصطلاح میں قمع لگاتا ہے اس طرح کہ نہ موت کا باعث ہو اور نہ دائمی مرض کا سبب تو پھر اس کام کے انجام دینے میں کیا

اعتراض۔ بلکہ اس قسم کے کام انسان کو پستی سے بلندی و کمال کی جانب لے جاتے ہیں اور اہلبیتؑ کی تاسّی ممدوح و پسندیدہ ہے۔

وان الا ولیٰ بالطف مِن آل ھاشم۔ تأسُّوافَسَنُّوالکرم التاسّیا۔

(ترجمہ) خاندان بنی ہاشم کے بزرگوں نے امام حسین علیہ السلام کی کربلا میں تأسی کی اور نیک لوگوں کے لئے تأسی کا دروازہ کھول دیا۔

اب اگر کوئی اپنے کو خودکشی یا کمزوری و دائمی بیماری کا شکار بنا دے تو بلاشبہ یہ حرام ہے مگر ایسا مشاہدہ میں نہیں آیا۔

(۱) اب جب کہ میری عمر کے تقریباً ساٹھ سال گذر چکے ہیں ابھی تک نہ میں نے دیکھا اور نہ سُنا کہ کوئی قمع لگانے کی وجہ سے مر گیا یا بیمار ہو گیا یا کوئی جز بدن ناقص ہو گیا ہو۔

(۲) اور اگر کسی کو موت یا بیماری و جزءِ بدن کے بیکار ہونے کا خوف ہو تو پرہیز کرے لیکن فقیہ حکم کلی بیان کرتا ہے، شاذ و نادر و اتفاقی حادثہ کی وجہ سے حکم کلی تبدیل نہیں ہوتا۔

میں سوچ نہیں سکتا کہ جو افراد قمع لگاتے ہیں ضرر یا خطرے کا احتمال دیتے ہوں بالفرض اگر کسی ایک شخص پر خوف ضرر کی وجہ سے یہ فعل حرام بھی ہو جائے تو اس کی وجہ سے دوسروں کے لئے بھی یہ فعل حرام ہوا اس بات پر کوئی دلیل نہیں (پس گویا جن

کے نزدیک ضرر کا خوف نہ ہو ان کے لئے یہ امر جائز و مستحب راجح ہے)

اب رہی بات ان روایتوں اور فتوؤں کی جن میں مذکور ہے کہ بدن کو مجروح کرنے سے دیت واجب ہو جاتی ہے اور ہر قسم کے لئے الگ الگ دیت متعین کی گئی ہے تو درحقیقت یہ اس صورت میں ہے جب ایک شخص دوسرے شخص کے بدن کو زخمی کرے لیکن اگر کوئی خود اپنے جسم کو زخمی کرتا ہے تو کوئی دیت نہیں۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

شیخ محمد حسین کاشف الغطاء

۱۷ رصفر سال ۱۳۴۵ ہجری قمری نجف اشرف

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محسن طباطبائی حکیم (قدس سرہ) کا نظریہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے استاد (آقای میرزا نائینی قدس سرہ) نے اس ضمن میں جو مطالب بیان فرمائے ہیں نہایت مناسب اور اس درجہ پُر واضح ہیں کی تائید سے بھی بے نیاز ہیں۔

محسن الحکیم طباطبائی

۲ رمحرم الحرام ۱۳۶۷ھ

ایک دوسرے سوال کے جواب میں آپ کا ارشاد۔

بعض ایرانیوں نے حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ حکیم (قدس سرہ) سے اس طرح سوال کیا۔

سوال : ہندوستان اور پاکستان کے شہروں میں عزاء سید الشہداء حسین بن

علی علیہما السلام کے دنوں میں رائج ہے کہ عزادار اپنے سینوں کو زخمی کرتے ہیں، قمع اور زنجیر لگاتے ہیں پا برہنہ آگ پر چلتے ہیں۔ ان امور کے ذریعے دین کی تقویت اور ایمان و رہبرانِ اسلام کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر یہ اعمال انجام نہ دیئے جائیں تو بے دینی عام ہو جائے گی اور ایمان میں کمی آجائے گی۔ کیا اس صورت میں سینہ زنی اور زنجیر و قمع زنی و آگ پر ماتم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : بسم اللہ تعالیٰ۔ اگر ہلاکت کا خوف نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ ان امور کی حفاظت بعنوان عزاداری ہونی چاہیئے۔

محسن الطباطبائی الحکیم

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ اراکی (قدس سرہ) کا فتویٰ۔

قمع لگانا اگر جسم اور جان کے نقصان کا سبب نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ بہشتی مقیم نجف اشرف (دامت برکاتہ) کا جواب۔

سوال : جناب عالی کا نظریہ عزاداری امام مظلومؑ مثل ذکر مصائب، سینہ زنی، زنجیر زنی اور قمع زنی کے متعلق کیا ہے؟

جواب : بسم تعالیٰ۔ اس صورت میں کہ ہلاکت کا خوف نہ ہو کوئی اشکال نہیں ہے۔ واللہ العالم!

ابوالقاسم الموسوی بہشتی

۱۴۰۹/۵/۱۰

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی بروجردی (قدس سرہ) کا فتویٰ۔

سوال : سر پر قمع لگانا جائز ہے یانہیں؟

جواب : اگر مضر بہ نفس نہ ہو جائز ہے۔

سید حسین بروجردی

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ علامہ شہید سید حسن شیرازی (قدس سرہ) کی رائے مبارک۔

اَمّا جوازُ التطبیر عَلَی الامَامِ الْحُسَیْن عَلَیه السَّلَام فَهُوَ جَائزٌ ذَاتاً وَمُستَحَبٌّ عَرَضاً وَلَایُنَاقِشُ فِیهِ فَقِیهٌ تَأمَّلْ وَتَدَبَّرْ۔ (ماخوذ من الکتاب الشّعائر الحُسَیْنِیَّۃ)

یعنی قمع لگانا امام حسینؑ علیہ السلام کی مصیبت میں بنیادی طور پر جائز ہے اور ان حالات میں مستحب ہے۔ اس مسئلے میں کسی فقیہ نے اختلاف نہیں کیا ہے پس تامل کریں اور غور وفکر سے کام لیں۔

نظر مبارک حضرت آیۃ اللہ الحاج شیخ محسن دوزدوزانی دامت برکاتہ؛

عزاداری ائمہ اہلبیت علیہم السلام اپنے تمام رسوم واعمال کے ساتھ حتیٰ کہ قمع لگانا، گریہ کرنا، زیارت کرنا اور ضریح شبیہوں کو بوسہ دینا ترویج دین وشعائر مذہبی کو بڑھاوا دینے کی غرض سے جائز ہے اور ان امور کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں ماسوا چند دشمنانِ اسلام اور مستکبرین کے غلط پروپیگنڈوں کے، لہٰذا تمام مسلمانوں پر لازمی ہے کہ ہمیشہ ہوشیار رہیں اور بُرے لوگوں کی سازش سے غافل نہ ہوں۔ اس

کے علاوہ متواتر حدیثیں امام مظلومؑ کی عزاداری اور گریہ کرنے پر وارد ہیں جنھیں علامہ امینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (سیدتنا وسنّتنا) میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ مزید تفصیل کے خواہاں حضرات اس کتاب کی طرف رجوع کریں۔

والسلام علیکم والرحمۃ؛

محسن دوزدوزانی

رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

جناب والا سے عرض ہے کہ قمع اور زنجیر کے ماتم کے بارے میں اپنے خیالات سے نوازیں۔

فقط والسلام فقیر در اہلبیتؑ

سید علی محمد رضوی

بسم تعالیٰ! محترم جناب سید علی محمد صاحب!

علیکم السلام والرحمۃ۔ جد مرحوم سرکار نجم الملتؒ۔ والد معظم سرکار تاج العلماء مولانا سید محمد ذکی صاحب قبلہ دام ظلہ۔ نیز میرے تمام محترم احباب ورفقاء وحضرات علماء وخطباء اوران کے جلیل القدر بزرگوں میں نیز جامعۂ ناظمیہ ودیگر مدارس دینیہ کے تمام حضرات علماء واساتذہ میں سابق سے اس وقت تک میری معلومات کے مطابق کسی نے بھی قمع وزنجیر سے ماتم کی ممانعت نہیں فرمائی ہے اور سب ہی اس کے مؤید رہے ہیں اور ہیں۔

میرے نزدیک بھی قمع اور زنجیر سے ماتم کی اجازت سابق و موجودہ عاظم علماء ایران و عراق و برصغیر نے بھی دی ہے۔ یہ طریقۂ ماتم فروغ عزائے سید الشہداء کا اہم وسیلہ ہے۔

فقط سید حمید الحسن بقلمہ
(پرنسپل جامعۂ ناظمیہ لکھنؤ)

مورخہ ۱۰ / مارچ ۱۹۹۷ء

◆◆◆

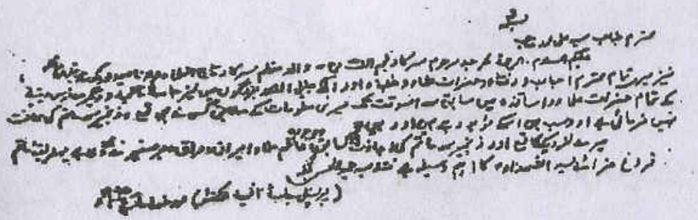

قمع اور زنجیر کا ماتم

بہت سے حضرات مجھ سے ''قمع اور زنجیر کے ماتم'' کے متعلق سوال فرما رہے ہیں لہٰذا ان تمام پوچھنے والوں کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ ماتم شواہد تشیع سے ہے لہٰذا حدود استفتاء سے باہر ہے۔ میں تنہا اس خیال کا مالک نہیں ہوں بلکہ میرے مؤید بڑے بڑے علماء عراق بھی ہیں۔ ان علماء کے فتوؤں کی فوٹو کاپی میرے پاس موجود ہے۔ قمع اور زنجیری ماتم برس ہا برس سے سیرتِ مومنین رہا ہے۔

بعض علماء نے جائز، بعض علماء نے مباح اور بعض نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر مر جانے کا خوف ہو تب بھی ماتم کرنا جائز ہے۔ اسی طرح آگ پر ماتم کا جواز بھی لکھا گیا ہے۔ ایسے ایسے عظیم علماء کے فتوؤں کے بعد اس ماتم کو مشکوک و مشتبہ بتانا بچگانہ حرکت کے سوا کچھ نہیں! وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

فقط سید حسن نقوی
پل فرنگی محل، پاٹا نالہ، لکھنؤ

فِہرِسُت عُلَماء

١۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، محمد حسین غروی نائنیؒ

٢۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، عبدالہادی حسینی شیرازیؒ

٣۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، سیّد محسن الحکیم طباطبائیؒ

٤۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، سیّد ابوالقاسم الخوئیؒ

٥۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، سیّد محمود شاہرودیؒ

٦۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، شیخ محمد حسن ظفرؒ

٧۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، سیّد حسین حمامی موسویؒ

٨۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاؒ

٩۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، شیخ محمد کاظم شیرازیؒ

١٠۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، شیخ یوسف خراسانیؒ

١١۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، سید جمال الدین گلپایگانیؒ

١٢۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، سید علی مدد الموسوی قائنیؒ

١٣۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، شیخ جعفر کاشف الغطاء کبیرؒ

١٤۔ حجۃ الاسلام، اعلم عصر، شیخ خضر بن شلالؒ

تقریر وامضاء اعاظم فقہا و مجتہدین و مراجع

تقلید شیعیان جہان

حضرات مومنین ادھر کچھ دنوں سے بعض حضرات کو یہ غلط فہمی ہوگئی ہے کہ زنجیر اور قمع کے ماتم کو علماء نے ناجائز قرار دیا ہے۔ ہم اس موضوع پر بغیر کسی تبصرہ کے صرف ان مجتہدین اور مراجعِ تقلید کے نام شائع کر رہے جنھوں نے زنجیر و قمع کے ماتم کو جائز قرار دیا ہے اور ان میں کچھ حضرات نے نہ صرف جائز بلکہ مستحب بھی قرار دیا ہے۔

حاجی محمد جعفر آبادہ ،اصفهانی	متوفی ١٢٨٠
آخوند ملا کاظم خراسانی	متوفی ١٣٢٩
آقا باقر بهبهانی استاد	متوفی ١٢٠٥
آقا جمال خوانساری	متوفی ١١٢١
آقا ضیاء عراقی	متوفی ١٣٤١
آقا نجفی شیخ محمد نقی	متوفی ١٣٣١
حاجی شیخ عبدالکریم حائری یزدی	متوفی ١٣٥٥

شیخ احمد احسائی	متوفی ١٢٤١
حاجی ملّا محمّد اشرفی	متوفی ١٣١٥
سید ابوالقاسم اشکوری پیلانی	متوفی ١٣٤٩
سید حسین اشکوری پیلانیٰ	متوفی ١٣٤٩
آقا سید ابوالحسن اصفهانی	متوفی ١٣٤٥
شیخ مرتضیٰ انصاری	متوفی ١٢٨١
آقا ابوالقاسم ارد و بادی	متوفی ١٣٣٣
سید ماجد بحرانی	متوفی ١٠٢٨
سید هاشم بحرانی	متوفی ١١٠٩
سید مهدی بحر العلوم	متوفی ١٢١٢
ملا محمد یرغانی	متوفی ١٢٤٤
ملا محمد صالح برغانی	متوفی ١٢٧٠
حاج ملّا علی برغانی	متوفی ١٢٤٤
شیخ محمد جواد بلاغی	متوفی ١٣٥٢
سید علی هندی	متوفی ١٣١٢
میر فیض الله تفریش	متوفی ١٠٢٥
متوفی ملا عبدالله تونی	متوفی ١٠٧١
شیخ هادی تهرانی	متوفی ١٣٢١

شیخ عبدالحسین تهرانی	متوفی ١٢٨٤
علی بن موسیٰ ثقة الاسلام تبریزی شهید	متوفی ١٣٣٠
حاج سید محمد جاپلقی	متوفی ١٢٨٠
سید ابوالحسین جلوه اصفهانی	متوفی ١٣١٤
آقا سید علی آقا تبریزی	متوفی ١٢٤٠
حاجی ملا عبدالله بروجردی	متوفی ١٢٧١
سید محمد باقر حجته الاسلام اصفهانی	متوفی ١٢٤٠
میرزا محمد تقی تبریزی	متوفی ١٣١٢
شیخ حر عاملی	متوفی ١١٠٤
شیخ جعفر حویزه اصفهانی	متوفی ١١١٥
سید خلف حویزه	متوفی ١٠٧٤
سید علی خان مدنی	متوفی ١١١٨
امیر عبدالباقی خاتون آبادی	متوفی ١٢٠٧
امیر محمد حسین خاتون آبادی	متوفی ١٢٣١
امیر محمد صالح خاتون آبادی	متوفی ١١٦٦
حاجی شیخ مهدی خالصی کاظمین	متوفی ١٣٢٢
حاجی میرزا حسین خلیلی	متوفی ١٣٢٤
شیخ محسن خنفر	متوفی ١٢٣٦

سید ابوتراب خوانساری	متوفی ١٣٢٤
سید حسین خوانساری	متوفی ١١٩١
سید محمد مهدی خوانساری (معاصر)	
میرزا محمد هاشم خوانساری	متوفی ١٣١٨
حاجی میرزا ابراهیم خوئی	متوفی ١٢٢٥
حاجی سید مهدی حلی نجفی	متوفی ١٣٠٠
حاجی شیخ جعفر شوشتری	متوفی ١٣٠٣
شیخ محمد حسین اردکانی	متوفی ١٣٠٥
حاجی ملا علی کنی	متوفی ١٣٠٤
میر حامد حسین هندی	متوفی ١٣٠٤
حاج ملا احمد کبیر	متوفی ١٣٠٤
ملا نظر علی طالقانی	متوفی ١٣٠٤
حاجی سید محمد ابراهیم هندی	متوفی ١٣٠٧
شیخ زین العابدین مازندرانی	متوفی ١٣٠٩
حاجی شیخ محمد حسین مازندرانی	متوفی ١٣٣٩
میرزا محمد باقر صاحب روضات	متوفی ١٣١٣
حاجی میرزا حبیب الله رشتی	متوفی ١٣٢٢
شیخ محمد حسین ممقانی	متوفی ١٣٢٣

شیخ محمد طه نجفی	متوفی ١٣٢٣
شیخ محمد شربیانی	متوفی ١٣٢٢
حاجی شیخ مرتضیٰ آشتیانی	متوفی ١٣٤٥
حاجی آقا حسنین قمی	متوفی ١٣٤٤
حاجی آقا رضا همدانی	متوفی ١٣٢٢
سید محمد کاظم یزدی	متوفی ١٣٣٧
حاجی مصطفی کاشی	متوفی ١٣٣٤
حاجی سید اسماعیل صدر	متوفی ١٣٣٧
حاجی شیخ فضل الله شیخ الشریعه اصفهانی	متوفی ١٣٣٩
میرزا محمد تقی شیرازی	متوفی ١٣٣٩
شیخ ابراهیم لنکرانی	متوفی ١٣١٤
شیخ محمد باقر اصفهانی	متوفی ١٣٠٠
شیخ محمد تقی صاحب حاشیه	متوفی ١٢٨٥
آخوند ملا لطف الله مازندرانی	متوفی ١٣١١
شیخ محمد کاظمی	متوفی ١٣٠٨
شیخ محمد حسن آل یس	متوفی ١٣٠٨
سید حسین آل بحرالعلوم	متوفی ١٣١٨
سید علی آل بحرالعلوم	متوفی ١٢٩٨

سید محمد آل بحرالعلوم	متوفی ۱۳۲۴
میرزا محمد علی قرجه داغی	متوفی ۱۳۰۴
ملا محمد خوانساری	متوفی ۱۳۳۷
سید ناصر بصری	متوفی ۱۳۳۲
شیخ محمد قاسم اردوهادی	متوفی ۱۳۳۳
حاجی شیخ فضل الله نوری شهید	متوفی ۱۳۲۷
شیخ فضل الله مازندرانی	متوفی ۱۳۲۵
سید محمد فیروز آبادی	متوفی ۱۳۲۵
شیخ شعبان رشتی نجفی	متوفی ۱۳۲۸
حاجی آقا مهدی کرمانشاهی	متوفی ۱۳۲۴
شیخ احمد آل کاشف الغطاء	متوفی ۱۳۴۴
میرزا صادق تبریزی	متوفی
شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء	متوفی ۱۳۷۲
شیخ محمد شوشتری مسموم	متوفی ۱۳۲۷
شیخ محمد امین آل شیخ اسدالله	متوفی ۱۳۳۲
شیخ عبدالحسین شوشتری	متوفی
آقا میرزا علی اکبر آقا اردبیلی	متوفی ۱۳۲۴
شیخ راضی خالصی	۱۳۲۷

سید حسین اشکوری نجفی	متوفی ۱۳۲۷
شیخ راضی کاظمی	متوفی ۱۳۱۴
شیخ حسین رشتی	متوفی ۱۳۳۸
شیخ محمد حسین صاحب جواهر	متوفی ۱۲۴۴
شیخ یوسف بحرانی	متوفی ۱۱۸۴
شیخ جعفر کاشف الغطاء	متوفی ۱۲۲۷
شیخ حسن کاشف الغطاء	متوفی ۱۲۴۲
شیخ موسی کاشف الغطاء	متوفی ۱۲۴۴
حاج میرزا موسی تبریزی	متوفی ۱۳۰۰
صدر الدین صدر سید حسن عاملی	متوفی ۱۳۵۴
حاجی میرزا محمد علی قرجه داغی	متوفی ۱۳۱۰
صدر الدین صدر	متوفی ۱۳۷۰
صدر الدین سید محمد عاملی اصفهانی	متوفی ۱۲۴۳
سید صدرالدین قمی شارح وافی	متوفی ۱۳۵۰
سید محسن اعرجی	متوفی
حاجی ملا حسن قزوینی	متوفی ۱۲۴۰
میر سید علی صاحب ریاض	متوفی ۱۲۳۱
سید ابراهیم صاحب ضوابط	متوفی ۱۲۴۲

میر فتاح صاحب عناوین	متوفی ١٢٥٠
شیخ محمد حسین صاحب فصول	متوفی ١٢٤١
میرزا محمد تنکابنی صاحب قصص	متوفی ١٣٠٢
شیخ محمود عراقی	متوفی ١٣١٠
حاجی ملا مهدی نراقی	متوفی ١٢٤٤
حاج شیخ علی اکبر نهاوندی	متوفی ١٣٤٨
حاجی میرزا بهاء الدین نوری	متوفی ١٣٤٣
سید اسماعیل نوری	متوفی ١٣٢١
سید جواد عاملی	متوفی ١٣٣٤
حاجی میرزا حسین نوری	متوفی ١٣٢١
شیخ اسدالله صاحب مقایس	متوفی ١٢٣٤
آقای محمد علی صاحب مقامع	متوفی ١٢١٤
سید مجید مجاهد	متوفی ١٢٤٢
میرزا محمد حسین نائینی	متوفی ١٣٥٥
شیخ عبدالله مامقانی	متوفی ١٣٥١
آقا شیخ عبدالله مازندرانی	متوفی ١٣٣٠
سید ابراهیم سید حیدر کاظمی	متوفی ١٣٠٨
سید جواد بن سید حیدر	متوفی ١٣٢١

ملا آقا در بندی	متوفی ١٢٨٤
حاجی سید علی نقی ابن سید مجاهد	متوفی ١٢٨٩
سید محمد باقر قزوینی	متوفی ١٢٨٤
آقا سید علی قزوینی	متوفی ١٢٩٨
حاجی سید اسد الله اصفهانی	متوفی ١٢٩٠
حاجی ملا محمد کاشی	متوفی ١٢٩٧
سید صادق طهرانی	متوفی ١٣٠٠
حاجی میرزا لطفعلی تبریزی	متوفی ١٣٠٧
حاجی میرزا حسین شهرستانی	متوفی ١٣١٥
حاجی میرزا علی شهرستانی	متوفی ١٣٤٤
سید ابوالقاسم ده پردی	متوفی ١٣٥٣
میرزا ابوالقاسم کلانتری	متوفی ١٢٩٢
حاجی محمد ابراهیم کرباسی	متوفی ١٢٤٢
میرزا ابوالقاسم قمی	متوفی ١٢٣١
ملا محمد شریف العلماء	متوفی ١٢٤٥
ملا محمد فاضل ایروانی	متوفی ١٣٠٤
سید حسین کوه کمری	متوفی ١٢٩٩
میرزا عبدالرحیم نهاوندی	متوفی ١٣٠٤

ملا اسماعیل قره باغی

ملا خلیل قزوینی — متوفی ۱۰۸۹

سید مهدی قزوینی — متوفی ۱۳۰۰

ملا حبیب الله کاشی — متوفی ۱۳۴۰

حاجی میرزا محمود شیخ الاسلام — متوفی ۱۳۱۰

حاجی میرزا موسی تبریزی — متوفی ۱۳۰۰

حاجی میرزا علی ایروانی — متوفی ۱۳۵۴

◆◆◆

بسم الله الرحمن الرحیم

محضر شریف آیت الله العظمی سید محمد رضا گلپایگانی مد ظله العالی

سلام علیکم

امیدوارم خداوند متعال حضرتعالی را در ظل توجهات و عنایات خاصه حضرت بقیة الله الاعظم امام زمان (ارواحنافداه) مستدام بدارد.

نظر مبارک را در بارهٔ عزاداری حضرت سید الشهداء (علیه السلام) از قبیل: مجالس روضه خوانی، دستجات سینه زنی، زنجیر زنی، قمه زنی، و تعزیه داری، مرقوم فرمائید

ملتمس دعا

سید صادق حسینی

۲۰/صفر/۱۴۱۰ هـ

بسم الله الرحمن الرحیم

عزاداری حضرت سید الشهداء علیه السلام

مستحب است و قمه زدن نیز اگر ضرر

معتد به نداشته باشد اشکال ندارد

والسلام ۷ ربیع الاول ۱۴۱۰

محمد رضا الموسوی الگلپایگانی

نظر مبارك عالم متقی و بزرگوار حضرت مستطاب آیت الله آقای حاج شیخ حسین مظاهری دامت برکاته درباره‌ٔ عزاداری امام حسین علیه السلام.

بسم الله الرحمن الرحیم

عزاداری برای اهلبیت عصمت صلوات الله علیهم أجمعین مخصوصا برای سید الشهداء أبی عبد الله الحسین سلام الله علیه وعلی اصحابه از مستحبات اکیده بلکه از واجبات مؤکده‌ٔ کفائیه است و سیره‌ٔ اهل بیت علیهم السلام برآن بوده است و در روایات از افضل اعمال شمرده شده است عزاداریهای سنتی و متداول درمیان شیعه رمز تشیع و یکی از علل بقاء تشیع است و باید شیعه این شعار بزرگ را هرچه باشکوهتر اهمیّت دهد، زیرا این گونه شعارهاست که وعده‌ٔ الهی را متحقق می‌کند یعنی پرچم اسلام را به دست شیعه به رهبری حضرت بقیة الله روحی وارواح العالمین لتراب مقدمه الفداء بر روی کرهٔ زمین افراشته می‌کند وعدالت اسلامی سرتاسر جهان را می‌گیرد، امید است به دست این نسل حاضر باشد انشاء الله.

ج ۱ / ۱۴۰۸

حسین المظاهری

حسین المظاهری ۱۲ ج ۱ / ۱۴۰۸

وگریه به حضرت امام حسین علیه السلام أحیاء دین مبین اسلام است. کتبه بمیناه الداثره خادم اهل البیت،

السید حسین الموسوی الکرمانی نزیل‌ق ـ

السید حسین الموسوی الکرمانی نزیل قم المشرفة ... الآداب التحیة والسلام

نظر مبارك حضرت آیت الله آقای حاج شیخ محسن حرم پناهی دامت برکاه درباره مجالس عزاداری امام حسین (ع)

بسمه تعالی

اقامه‌ٔ عزا بانواع مختلف منتی آن که مشتمل بر فعل حرام نباشد برای حضرت ابی عبد الله الحسین (ع) واطعام عزاداران آن حضرت جایز است بلکه از نظر اینکه اقامه‌ٔ عزاء حسینی تعظیم شعائر و احیاء امرامامت و ترویج شریعت میباشد میبایست مورد عنایت و اهتمام عموم شیعیان و دوستداران اهلبیت (ع) واقع شود. ۲۷ جمادی الثانی ۱۴۰۲

والسلام علی من اتبع الهدی

الاحقر محسن حرم‌پناهی

۱۴۰۲

والسلام علی من اتبع الهدی الاحقر محسن حرم پناهی ۲۷ جمادی ۲

نظر مبارک محقق عالیقدر حضرت آیت الله آقای حاج شیخ حسین وحید خراسانی دام ظله العالی درباره عزاداری حضرت سالار شهیدان امام عظیم حسین بن علی علیه السلام .

بسم الله الرحمن الرحیم

اقامهٔ مجلس عزای حضرت سید الشهداء علیه السلام سیرهٔ ائمهٔ معصومین است و ذکر مناقب و مصائب آن حضرت احیاء امر آل محمد (ص) و استحباب آن مستفاد از روایات متواتره است . حسین الخراسانی ۱۴ / ۱ / ۱۴۰۲

و مظلوم شیعه را از تبلیغات دشمنان اسلام که بصورت مدافعین از اسلام هستند حفظ فرماید وعاجلا حضرت بقیه الله ارواحنا التراب مقدمه الفداء ظاهر فرماید و منافقین را اگر قابل هدایت هستند هدایت کند واگر فاقد قابلیت هدایت هستند نابود فرماید . ولاحول ولاقوه الا بالله واخردعوانا ان الحمد الله رب العالمین . ۲۶ محرالحرام ۱۴۰۲ محی الدین معقانی

ولاحول ولاقوة الا بالله واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ ق

محی الدین ممقانی

نظر مبارک حضرت آیت الله الحاج شیخ احمد سبط الشیخ الانصاری درباره عزاداری امام عظیم حسین بن علی علیه السلام

بسم الله الرحمن الرحیم وبه نستعین

ما رقم فی الورقة المنسوبة الی المرحوم الحجة المیرزا النائینی قدس سره هو المعول علیه فی الفتوی

۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ ه‍ ق

احمد سبط الشیخ الانصاری

بسمه تعالی

محضر مبارک حضرت آیت الله العظمی آقـــای سید رضا صدر دامت ظله الوارف با تقدیم عرض اخلاص بشرف عرض اقدس عالی می رساند ،نظر باینکه تحریکات بعضی از منحرفین در باره شعائر و عزاداری سید الشهداء علیه السلام از جمله سینه زنی و زنجیرزنی و پوشیدن لباس سیاه واطعام و سایر عادات و رسوم که در بلاد، شیعه میباشد خواهشمند است نظر مبارک را در این باره بیان ـ فرمائید که موجب خوشنودی حضرت امام زمان عج الله تعالـــی فرجه الشریف خواهد شد ظل عالی مستدام .

علی ربانی

باسمه تعالی

زنده نگهداشتن جهاد مقدس حضرت سید الشهداء صلوات الله وسلامه علیه، لذا بزرگداشتن وی از وظائف اسلامی هر مسلمان است به هر شکل و به هر صورت که تحقق پذیرد خواه بصورت دسته جات عزاداری سینه زنی و زنجیر زنی خواه بصورت تامین مجالس ماتم و مجامع ذکر مصائب خواه بصورت اطعام و ولائم و تشکیل مجالس جشن و سرور در ایام ولادت آن حضرت خواه باشکال دیگر زیرا قیام و بیداری و زنده نگهداری جهاد عاشورا ضامن حیات ایمان و بقاء اسلام و حقیقت عرفان خواهد بود

[امضاء]

نظر مبارک محقق عالیمقام حضرت مستطاب حجت الاســلام والمسلمین آیت الله آقای حاج شیخ مرتضی حائری یزدی دام ظله العالی در باره مجالس عزاداری امام حسین علیه السلام

باسمه تعالی شأنه

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی جمیع الانبیاء والمرسلین لاسیما خاتم النبیین وعلی جمیع اوصیائهم لاسیما خاتم الخلفاء الالهیه سیما خاتمهم حجة بن الحسن المهدی

بعضی از آقایان اهل علم از این جانب خواستند که راجع بعزاداری حضرت ابی عبدالله الحسین علیه وعلی آبائه الطاهرین وابنائه الطیبین الصلاة والسلام چند کلمه ای بنویسم تحریر و در آوردم اینجانب با اعتراف بعظمت موضوع و عدم قابلیت اینجانب عرض چنین میکنم

ثواب گریه بر مصیبت آن مولی و سایر ائمه دین در روایات زیادی وارد شده است علامه مجلسی طاب ثراه در کتاب بحار بابی بعنوان ذکر نموده و در آن متجاوز از چهل حدیث نقل کرده در ثواب [illegible] که بسیاری از آنها معتبر است بنابراین استحباب گریه کردن بر آن حضرت از ضروریات مذهب است و لازم استحباب بکاء استحباب مقدمات آن می باشد چنانچه در معتبرها [illegible] وارد است که حضرت ابی عبدالله [illegible] علیه السلام دستور میفرمود که شعر مرثیه بخوانند و او خواند

امرنا علی حدیث الحسین وقل للاعظم الزکیه [illegible]

نظر مبارک فقیه بزرگوار حضرت آیت اللّه آقای حاج شیخ حسن صافی اصفهانی دام ظله الوارف در بارهٔ عزاداری امام عظیم حسین بن علی بن ابی‌طالب علیه السلام

محضر مبارک حضرت آیة اللّه العظمی حاج شیخ حسن اصفهانی
رئیس حوزه علمیهٔ اصفهان دامت برکاته

از محضر حضرتعالی تقاضا داریم نظر مبارک را در مورد شعائر حسینی و مواکب و دسته‌جات عزاداری اباعبداللّه الحسین علیه السلام مرقوم بفرمائید.

عده‌ای از ارادتمندان
حضرت شما اهالی اصفهان

بسم اللّه الرحمن الرحیم

الحمدللّه رب العالمین و الصلوة و السلام علی محمّد و آله الطیّبین الطاهرین. بسیار جای تعجب است که سؤالاتی در بارهٔ شعائر حسینی که از اوضح مصادیق تعظیم شعائر است و شبهه‌ای در استحباب آن نیست از پیروان مکتب اهل‌بیت سلام اللّه علیهم مطرح می‌شود و از مراجع بزرگ درخواست دریافت پاسخ می‌نمایند. معلوم است که این اثر تلقینات و تبلیغات سوء دشمنان است و گر نه کدام فرد شیعی است که از این شعائر استقبال نکند و در قلب و سرّ و ضمیرش با این شعائر هماهنگ نباشد و در روز عاشورا نسوزد و اشک نریزد و ناخودآگاه جذب همین دسته‌جات و مراسم عزاداری نشود و در جمع عزاداران سید الشهداء علیه السلام داخل نشود و با مداحان اهل‌بیت علیهم السلام هم نوا نشود. آری شیعتنا منا خلقوا من فاضل طینتنا یفرحون لفرحنا و یحزنون لحزننا. خلاصه اینکه شیعه یعنی محبّ اهل‌بیت سلام اللّه علیهم. محبتش و ولایتش پاسخگوی همه این سؤالات است. در گذشته نیز مراجع بزرگ و فقهای نامدار شیعه مانند محقق نائینی و دیگران پاسخ این شبهات را داده‌اند رضوان اللّه تعالی علیه اجمعین. خداوند همهٔ شیعیان اهل‌بیت عصمت و طهارت را از تلقینات و تبلیغات سوء دشمنان در امان بدارد. والسلام علی اخواننا المؤمنین و رحمة اللّه و برکاته.

حسن صافی اصفهانی
اول ذی حجة الحرام
سال ۱۴۱۴ هـ-ق

نظر مبارك محقق عالیقدر حضرت آیت الله آقای حاج شیخ محسن دوزدوزانی دامت برکاته در باره عزاداری حضرت امام حسین علیه السلام.

بسم الله الرحمن الرحیم

عزاداری ائمه اطهار علیهم السلام با همه شئونات تا قمه زدن وگریه کردن و زیارت و عتبه بوسی آن بزرگواران من باب ترویج و شعائر مذهبی جایز و دلیل برعدم جوازهم نداریم غیر از نقشه استعمار و دشمنان اسلام فلذا بر مسلمین است که بیدار باشند و از توطئه ها غافل نباشند علاوه بر روایات متواتره بر گریه کردن وعزاداری آن سروران عظام وارد وعلامه امینی رحمت الله علیه در کتاب خود (سیرتنا و سنّتنا) مفصلا بیان فرمودند مراجعه شود.

والسلام علیکم والرحمة
غره شهر رجب المرجب ۱۴۰۲
محسن دوزدوزانی

بسم الله الرحمن الرحیم
عزاداری ائمه اطهار علیهم السلام با همه شئونات تا قمه زدن و گریه کردن
و زیارت و عتبه بوسی آن بزرگواران من باب ترویج و شعائر مذهبی جایز
و دلیل بر عدم جوازهم نداریم غیر از نقشه استعمار و دشمنان اسلام فلذا
بر مسلمین است که بیدار باشند و از توطئه‌ها غافل نباشند علاوه روایات
متواتره بر گریه کردن و عزاداری آن سروران عظام وارد و علامه امینی
رحمت الله علیه در کتاب خود (سیرتنا و سنتنا) مفصلاً بیان فرموده‌اند
مراجعه شود والسلام علیکم والرحمة غره شهر رجب المرجب ۱۴۰۲ محسن دوزدوزانی

نظر مبارك حضرت آیت الله العظمی آقای حاج سید محمد رضـ
بروجردی در بارهٔ عزاداری سید الشهداء (ع) .

بسم‌تعالی مجد مولما لحمد

آنچه‌را که مرحوم حضرت آیت الله العظمی آقای نائینی رضوان‌الله علیه راجع بکلیهٔ عزاداری در مصائب حضرت اباعبد الله الحسین مظلـوم ارواحنا الفداه مرقوم فرموده‌اند. در کمال صتحه است و تأثر شیعیـــار موجب نجاته است و بهرنحویکه شرعا جایز است باید اهل ایمان به آن اقدام نمایند و نظر بالقاء دین مقدس اسلام تمام اقسام و انواع عزاداری حتی قمه زدن بحدیکه منجر به ضرر یا خوف نشود .

براهل ایمان واجب کفائی است . وکسانیکه اتمام بعزاداری امام حسیـن علیه السلام و اهل بیت اظهار ندارند ایمانشان معرض زوال است . والسلام علی من التبع الهدی

۱۴ شعبان المعظم ۱۴۰۲ ه‍.ق
الاحقر محمدرضا الموسوی بروجردی

نظر مبارك حضرت آیت الله حاج سید مهدی مرعشی در باره مجالس عزاداری امام حسیـــن (ع) .

بســم الله الرحمن الرحیم

عزاداری سید الکونین اباعبد الله الحسین روحی و ارواح العالمین له الفداء شاخه‌ای از انوار ملکوتی و نشانهٔ از شعائر الهی یگانه مذهبت تشیع که موجب تشدید دین مبین و ترویج احکام سید المرسلین و انتشار مذهب جعفری در جهان اسلام و سبب تحکیم قسط و عـــدل و اباده ظلم و تعدی و باعث نابودی مفسدین و ظالمین و اعوان انـــان در جمیع قرون گذشته و آینده بوده و خواهد بود و آنچه را که استاد بزرگ حضرت آیت الله العظمی آقای حاج میرزا حسین نائینی قدس‌سره در این باره مرقوم داشته‌اند حقیقه یکی از نفحات رحمانی ایشان و بدرستی صدر من اهله و وقع فی محله میباشد و لذا برمؤمنین لازم است که از فتوای جناب معظم له حتی المقدور متاتعب نموده و اجرای آن هیچ نحو کوتاهی ننمایید والسلام علی من التبع الهدی .

تاریخ ۹ شهر شعبان المعظم ۱۴۰۱ سید مهدی مرعشی .

تاریخ ۹ شهر شعبان المعظم ۱۴۰۱
سید مهدی مرعشی

نظر مبارک حضرت آیت الله حاج سید کاظم مرعشی درباره‌ٔ عزاداری امام حسین علیه السلام ·

بسمه تعالی

آنچه راکه استاد محقق مرحوم آیت الله العظمی نائینی قدس سره الشریف در رجحان و جوان امر عزاداری حضرت ابی عبدالله الحسین علیه السلام در صورتهای مختلفه آن مرقوم فرمودند در اعلی مراتب صحت است ودر آن هیچ شك و تردیدی نیست مگر از دشمنان دین واغوای شیاطین ونباید شیعیان وموالی اهل بیت تحت تأثیر اینگونه تبلیغات واقع شوند بلکه بعکس آن لازم است در اقامه عزاداری بخصوص روضه خوانی اهتمام نمایند که موجب فوز ودرك سعادت دنیوی واخروی است والله هوالهادی الی الطریق المستقیم ،غره شعبان المعظم سنه ۱۴۰۱ ه‍ ق ·

نظر مبارك حضرت آیت الله آقای سید محمد حسینی شاهرودی درباره‌ٔ عزاداری امام حسین علیه السلام ·

بسمه تعالی شانه

آنچه که حضرت آیت الله العظمی استاد الفقها والمجتهدین مرحوم محقق نائینی قدس سره مرقوم فرموده اند در کمال متانت و صحت میباشد حتی پوشیدن مردان چادر زنانه بنحوی که در عزاداری در دهات سابقا مرسوم بود امید است که مؤمنین در اقامه شعائر دینی کمال اهتمام و هم آهنگی را داشته باشند وفقهم الله تعالی وسددهم ۱۰/ شعبان/ ۱۴۰۱
محمد شاهرودی

ج: در صورتی که مضر به نفس نباشد جائز است. (صـ [illegible] آیت الله بروجردی: مسائل مهمه)

آیت الله العظمی شیخ عبدالکریم حائری

مؤسس حوزه علمیه قم مرحوم حاج شیخ عبدالکریم حائری یزدی اعلی الله مقامه فتوای درباره جواز قمه زدن در عاشورای حسینی صادر کرده که در ص۱۷۶ (رساله عملیه [illegible] (مستحب المسائل) درج شده است و جمعی از علمای [illegible] آن را تایید و امضا نموده اند. برای [illegible] فتوای ایشان [illegible] برخی از آنها [illegible]

س: [illegible] زدن [illegible] سر روز عاشورا [illegible]

ج: [illegible] که مضر به نفس نباشد جائز [illegible]

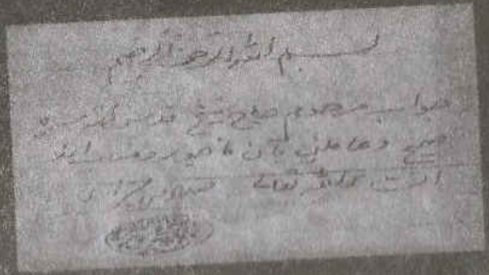

بسم الله الرحمن الرحیم